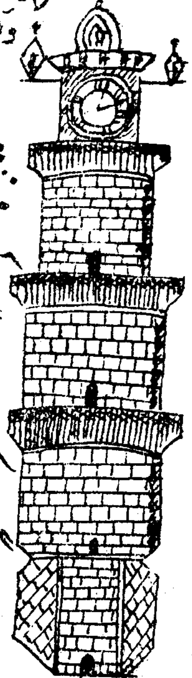


منارة المسیح الموعود

إن الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بأنفسهم

إنه آوى القریة

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲۱	دار الامان قادیان ۱۷ جون ۱۹۰۲ء ۱۰ ربیع الاول ۱۳۲۰ ہجری	جلد ۶

فہرست مضامین

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت اقدس علیہ الصلوٰة والسلام بحمد اللہ بخیر یت ہیں اور جمیع اہل بیت بھی حضرت حجة اللہ ایک مضمون لکھ رہے ہیں جس میں لاہوری شیعہ علی حائری کے اشتہار مقابلہ پر بھی ریمارکس ہونگے تو رقم کر

(۲) حضرت حجة اللہ کی صحت کی خوشی میں عالی جناب نواب محمد علی خان صاحب رئیس اعظم مالیر کوٹلہ نے احمدی جماعت مقیم قادیان کو ۱۳ جون ۱۹۰۲ء کو ایک پر تکلف دعوت دی۔

(۳) مولوی عبد الکریم صاحب خدمت ارشد کی پہلی جلد مکمل کر چکے جسکا صرف دیباچہ طبع ہونا باقی ہے امید کی جاتی ہے کہ انشاء اللہ بہت جلد شائع ہوگی جن لوگوں نے پہلے درخواستیں بھیجی تھیں چونکہ کتاب مذکور کے طبع اور اشاعت میں معمول سے زیادہ توقف ہو گیا تھا اسلیے ان درخواستوں کو محفوظ نہیں رکھا گیا پس جو صاحبان جنھوں نے درخواستیں بھیجی تھیں اپنی درخواستوں کی تجدید کریں۔ بہت جلد درخواستیں آنی چاہئیں کیونکہ صرف ۵۰۰ نسخے طبع ہوئے ہیں جن میں سے صرف ۴۵۰ نسخے فروخت ہوں گے قریباً ۵۰ جلدیں مفت تقسیم کی جاویں گی مفصل اشتہار کسی اگلی اشاعت میں ہوگا

(۴) چونکہ جون کے آخر میں مطبع کو دوسرے مکان میں منتقل کر دینے کا ارادہ ہے اسلیے کارپردازانہ اسباب کے نقل مکانی میں اور پریسوں کے دوسری جگہ لگانے میں مصروف رہیں گے بہت کم توقع کی جاتی ہے کہ ۳۰ جون ۱۹۰۲ء کا الحکم شائع ہو سکے اگرچہ میں پوری کوشش کرونگا۔ اگر اخبار شائع نہ ہو سکے تو میرے ناظرین مجھے معذور سمجھیں گے کہ جبکہ عام اخبار ایک معمولی سی تقریب پر بھی تعطیل منایا کرتے ہیں اور ملک معظم کے جشن تاجپوشی کی تقریب پر بھی تعطیل کی جا رہی ہے اور الحکم بجز سال کے آخری ہفتہ کے تعطیل نہیں کرتا تو اس اتفاقی تعطیل کے لیے ضرور معذور سمجھا جاوے گا خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ اس کی تلافی کر دینے کا خدا کے فضل پر بھروسا کرکے وعدہ کرتا ہے *

ایک سوال اور اُس کا جواب

سُوال

کیا طاعون جارف ہی عذاب ہے جس سے قادیان اور جمیع منتقدان کے محفوظ رہنے کا وعدہ ہے یا مطلق طاعون۔ بصورۃ ثانیہ بعض احمدیوں کی موت بالطاعون پر اعتراض لاجواب ہے اور پہلی صورت و صاحت طلب جارف کی حد جامع مانع کیا ہے؟

فاما الجواب

قبل اس کے کہ ہم اس سوال کا جواب دیں ہم قرآن کریم کی مندرجہ ذیل دو آیتوں کی طرف ہر اہل بصیرت عاقبت اندیش کو توجہ دلاتے ہیں کیونکہ ان میں ایک وسیع اور صحیح واقعہ کیطرف توجہ دلائی گئی ہے اور اگر ایک دانا دہریہ بھی اسمیں غور کرے تو اُسے انکار کی گنجائش نہیں رہتی۔ انہیں سے پہلی آیت یہ ہے ولقد ارسلنا الی امم من قبلک فاخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یضرعون اور دوسری آیت یہ ہے فلولا اذ جاءھم باسنا تضرعوا ولکن قست قلوبھم ان آیات پر تدبر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جنگوں اور مصیبتوں کا آنا ہر ایک مرسل اللہ کے وقت اسی لیے ضروری ہے کہ لوگ اپنی بے ثباتی اور دکھوں کیوقت جناب الٰہی کیطرف توجہ کریں کیونکہ انسان تین قسم کے ہوتے ہیں بعض ایسے سعید الفطرت اور سابق بالخیرات ہوتے ہیں کہ وہ اپنے گرد و پیش کے نظاروں اور جناب الٰہی کے انعامات کو دیکھکر مامور من اللہ کی باتوں پر غور کر کے معاً اُسکی پہلی ہی آواز پر آمنا و صدقنا کہکر اُس کے ساتھ ہو لیتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں جنکو تصدیق کے لیے بعض دلائل اور نشانات کی ضرورت ہوتی ہے اور تیسری قسم وہ ہے جو بڑے ہی سنگدل اور غبی ہوتے ہیں اور وہ بجز تنبیہ اور تہدید کے نہیں مان سکتے۔ اس لیے ضروری ہوتا ہے کہ مامور کے وقت تہدید یا ور تنبیہ کے رنگوں میں ہو۔ کبھی قحط پڑتے ہیں اور بھونچال آتے ہیں آتش خیز پہاڑوں کے مواد جوش میں آ کر بعض سرسبز بستیوں کو تباہ کر دیتے ہیں خونخوار جنگیں شروع ہو جاتی ہیں مختلف قسم کے امراض پھیل جاتے ہیں ✦ غرض اور غایت ان امراض اور مصائب کی صرف لوگوں میں نیکی کی تحریک کرنا اور دنیا کی بے ثباتی کا ظاہر کرنا ہوتا ہے کہ ایکطرف مامور من اللہ اپنے جذب کی قوت سے لوگوں کو کھینچتا اور اشکی قوت سے اپنے پاک ارادوں کو ان سعید الفطرت لوگوں کی روحوں میں ڈالتا ہے اور نیکی کی تحریک وعظ سے اور پھر اپنے عمل سے کرتا ہے اور سابق بالخیرات لوگوں پر اثر ڈالتا ہے پھر اُس کی تائید میں جو نشانات ظاہر ہوتے ہیں وہ مقتصد لوگوں کی ہدایت کا موجب ہو جاتے ہیں ✦ اور ادھر اُس کی مخالفت اور انکار تہذیب اور شایستگی کی حد سے گذر کر شرارت اور ایذا رسانی کا رنگ اختیار کرتا ہے اس لیے ظالم طبع لوگوں میں نیکی کی تحریک پیدا کرنے کے لیے خدا تعالےٰ کے قہری نشان نمودار ہوتے ہیں اور پھر یہ قہری نشان عظیم الشان واعظ بنتے ہیں پس اصل فلاسفی اور حقیقت مامور من اللہ کی وقت مصائب اور شدائد کے نزول کی یہ ہے۔ بعض لوگوں نے اس نکتہ کو نہ سمجھکر نادانی سے یہ اعتراض کیا ہے کہ وہ لوگ جن تک اس مامور کی تبلیغ نہیں پہونچی وہ ایسی بلاؤں میں کیوں مبتلا ہوتے ہیں لیکن جب ایک سلیم الفطرۃ اس اصول اور حقیقت پر جو بیان کی گئی ہے غور کرے گا تو اُسے صاف معلوم ہو جاوے گا کہ جس چشمہ سے مرسل کے ارسال کی تدبیر ہوتی ہے اُسی چشمہ سے ہی ان امراض وباؤں قحط و قتل کے سامان بھی مہیا کیے جاتے ہیں جسطرح مامور من اللہ کے بہت سے دشمن پیدا ہو جاتے ہیں ان وباؤں قحطوں اور دیگر قہری امور کے دشمن بھی پیدا ہو جاتے ہیں مگر جسطرح مامور اپنے کام سے نہیں رک سکتے اسی طرح یہ بھی کام کئے جاتے ہیں یہاں تک کہ ایک معتد بہ گروہ ان دونوں نسلوں کے لیے نمونہ اور مصلح پیدا ہو جاوے جسطرح انبیا اور رسل کے مقابلہ میں فریق ثانی نے انکو بڑے بڑے دُکھ دیئے اور ان سے مقابلہ شروع کیا اور تلوار چلائی۔ ان جنگوں میں جو انھیں آیات بالا کی مصداق تھیں انبیا کے اصحاب میں سے بھی بعض شہید ہوتے تھے اور کفار کے لوگ بھی قتل ہوتے تھے مگر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا ان جنگوں کے نتیجے دونوں قوموں کے لیے مساوی تھے؟ ہرگز نہیں کفار کے مدبر عمائد اور ائمۃ الکفر ہلاک ہوتے تھے اور ایسے لوگ ہلاک ہوتے تھے جنمیں کفر کی تائید کی رگ جوشزن ہوتی تھی جنکی مساعی جمیلہ بہت موثر ہوتی تھیں اور وہ باقی رہتے تھے جو آیندہ نسلوں کے لیے ایک عمدہ نمونہ اور مصلح اور ایک ممتاز جماعت کے محرک ہونے والے ہوتے یا یوں کہو کہ جن کے وجود بہت ہی مفید اور نفع بخش ہونے تھے چنانچہ قرآن شریف کی ایک آیت اسی مضمون کیطرف اشارہ کرتی ہے اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔

واقعات پر اگر ہم نظر کریں تو یہ امر اور بھی صاف اور واضح ہو جاتا ہے دیکھو جنگ بدر اور اُس کے ارد گرد حوادث میں کسطرح اہل مکہ کے وابر مدبر اور آئمۃ الکفر ہلاک ہوئے۔ اور اسلام کے سارے مدبر اُس جنگ میں محفوظ رہے بقیۃ السیف کفار مکہ وہ تھے جو آخر مسلمان ہوئے پس وہ بھی ایک عظیم الشان باءسا تھا جس نے کیسا عظیم الشان کام کیا ایک موقعہ پر اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ اور یہ بھی باعث ہوتا ہے کہ بعض مومن ان لوگوں سے کچھ تعلق رکھتا ہے جو اس قابل

ہوتے ہیں کہ اس دنیا سے اُٹھا دی جاویں اور وہ اپنی قوت ایمانی سے ایسا زبردست کام نہیں لیتا نہانکہ مخالف سے بالکل قطع تعلق کردیتا ہے۔ پس اس سزا میں وہ بھی گرفتار ہو سکتا ہے خلفاء راشدین کے وقت ایک طاعون نمودار ہوئی تھی مگر کیا اس نے اسوقت فتوحات اسلامی کو روکا ابو عبیدہ جیسے سپاہی اس جنگ میں کام آئے مگر کیا مفتوح قوم کی کمر نہ ٹوٹ گئی اور فاتح قوم کے شہداء فتوحات کو روک نہ سکے نیز اصل منشاء ان تمام بأساء وغیرہ کا تو حصول تضرع ہے۔ جب یہ غرض حاصل ہو جاوے تو پھر طاعون میں کوئی مبتلا ہو۔ کسی مامورین اللہ کی پیشگوئی میں یہ ہوتا کہ اگر لوگ اسکی طرف توجہ کریں تو طاعون اُٹھ سکتی ہے اس کی اصل غرض بھی یہی ہوتی ہے کہ اس سے امن قائم ہوتا ہے اور مامور کو اپنی ممتاز جماعت کے قائم کرنے کا موقع ملجاتا ہے پھر جب وہ بلا اُٹھتی ہے تو سب دوست دشمن محفوظ ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ دعا اس وقت کرتا ہے جب اُسکی غرض پوری ہو جاتی ہے اور خود اُسکی دعا ہی اُس کی غرض کو پوری بھی کرتی ہے یہ کہنا کہ اگر متبع مبتلا ہو جاوے تو پھر اعتراض مخالف کا لاجواب ہے یہ ایسا ہی فقرہ ہے جیسے کوئی کہے کہ جبکہ اللہ تعالےٰ کی تمام کتاب میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے نصرت کے وعدے تھے اور اس نصرت میں جیسے اعدا مارے گئے بہت سے احباب نے بھی جان دی پھر وعدہ نصرت کیا ہوا؟ مگر ہم اسکو یہی کہیں گے کہ یہ اسکی نافہمی ہے۔ قادسیہ اور یرموک کی جنگ نے کسقدر صحابہ کو لیا مگر کیا شام اور عراق صحابہ کے قبضہ میں آئے یا اعدا کے قبضہ میں؟ پس کسی مخلص کا جان دیدینا مخالف کے اعتراض کو کوئی وقعت نہیں دے سکتا کیونکہ آخر موت تو دنیا سے نہیں اُٹھ سکتی

ہاں مصلح آپ یا خدا تعالیٰ کی نظر میں اس سچے مصلح کے معاون اور نفع رساں وجود جو آیندہ نسلوں کے لیے نمونہ اور ممتاز جماعت بنانے کے محرک ہوتے ہیں اگر وہ ہلاک ہو جائیں اور پھر اُس کے مقابلہ میں اعداء مدبر اور **راس الکفر** اگر زندہ رہیں۔ تو اعتراض ہو سکتا ہے اور بعد حصول مطلب تو کوئی مر جاوے اعتراض باقی نہیں رہ سکتا آخر سب کو مرنا ہے مگر ایک موسیٰ کا مرنا ہے اور ایک فرعون کا مرنا موسیٰ مقابلہ میں بچ جاتا اور فرعون ہلاک ہو جاتا ہے فرعون اور فرعونیوں پر موسیٰ علیہ السلام کے وقت عذاب اور بلائیں آئیں تھیں اور فرعون اُن میں ایک وقت تک محفوظ رہا تھا لیکن ہمارے زمانہ کے لال بجھکڑ اُسوقت بھی ہوتے تو کہتے کہ یہ بلائیں جو موسیٰ کے ذریعہ آئیں پہلے انکا نشانہ فرعون ہونا چاہیے مگر حقیقت شناس جانتے ہیں!

غرض انجام کار فرعون ہلاک ہوا اور موسیٰ اُسکے مقابلہ میں مظفر و منصور۔

ہم اُمید کرتے ہیں کہ اس اصول کو سمجھ لینے کے بعد مندرجہ بالا سوال اپنے معنوں میں حل ہو جاتا ہے اگر **طاعون جارف** کے معنے مدنظر ہیں تو ایک اکمال الدین نام کتاب ہے اُس میں یہ لکھا ہے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ سات میں سے پانچ مر جاویں۔ مگر یہ میزان بھی مدبروں ہی کے متعلق ہے عام لوگ کس گنتی میں ہیں اور مدبروں کا سمجھنا خدا کے اختیار میں ہے۔

سردست یہ کافی ہے اگر اسپر بھی سائل کو کچھ اعتراض باقی رہے تو انشاء اللہ تعالےٰ اس کے حل کے لیے بھی کوشش کی جاوے گی۔

بیعت

۱ میاں جمعہ صاحب۔ ڈگری گھسانڈی ضلع سیالکوٹ۔ تحصیل پسرور۔
۲ احمد بخش صاحب۔ بھویا وال ضلع امرتسر
۳ شیخ غلام احمد صاحب۔ دھرم کوٹ رندھاوہ ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ۔
۴ میاں محمود صاحب۔ ڈنگہ ضلع گجرات
۵ مرزا سلطان بیگ صاحب۔ قلعہ دار سلطان ضلع گجرات۔
۶ مسماۃ حسین بی بی بنت غلام احمد صاحب سیالکوٹ
۷ مسماۃ کرم بی بی والدہ محمد الدین و مہر الدین ″
۸ مہر دین صاحب ″
۹ محمد الدین صاحب ″
۱۰ اللہ دتا صاحب۔ چینڈ ضلع ″
۱۱ محمد دین صاحب نجار سیالکوٹ
۱۲ زوجہ میاں بلغ صاحب دھولن ضلع ″
۱۳ معہ پنج پسر
۱۴ کرم الٰہی صاحب۔ نگینہ ریاست نابھ
۱۵ میاں بانع صاحب ضلع سیالکوٹ
۱۶ اللہ بخش صاحب۔ نگینہ۔
۱۷ معراج الدین صاحب۔ لاہور
۱۸ فتح الدین صاحب راولپنڈی
۱۹ عبد اللہ صاحب طالب العلم ″
۲۰ شیخ محمد افضل صاحب۔ تاجر
۲۱ خدا بخش صاحب خرادی۔ بٹالہ
۲۲ حشمت اللہ صاحب طالب علم بٹالہ
۲۳ چھوٹو شاہ صاحب ″
۲۴ مرزا امداد بیگ صاحب ″
۲۵ مولا بخش صاحب جوالدار۔ نابھا
۲۶ دختر منشی جلال الدین صاحب گیٹ انارکلی متصل شتر خانہ۔ میانمیر لاہور
۲۷ پسر رحیم بخش صاحب ″
زوجہ منشی جلال الدین صاحب ″
زوجہ حکیم غلام محی الدین صاحب ″
حکیم غلام محی الدین صاحب ″
زوجہ غلام نبی صاحب ″

کلمات طیّبات

حضرت امام آخر الزمان سلّمہُ الرحمٰن

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۲۱ جلد ۶

پھر وہ دین جو خدا تعالیٰ کی **توحید** کا سرچشمہ تھا اور جس کی حمایت اور آبیاری کے لیے زمین صحابہ کے پاک خون سے سُرخ ہو گئی تھی اسی کے ماننے کا دعویٰ کرنے والوں نے ایک عورت کے بچہ کو عیسائیوں کا تتبع کر کے خدا بنا دیا اور خدا کی صفات کو اسمیں قائم کر دیا جب یہانتک نوبت پہنچ گئی تو **خدا تعالیٰ نے اپنی غیرت اور جلال کیلیے یہ سلسلہ قائم کیا** اور اُس نے اُس نبی ناصری کے نمونہ پر جسکو نادان مسلمانوں نے خدائی صفات سے متصف کرنا چاہا ہے)

مجھے بھیجا ہے

مگر ان لوگوں نے جو ضد اور تعصب سے خالی نہ تھے بلکہ ان کے دل ان تاریک بخارات سے سیاہ ہو چکے تھے میری مخالفت کی اور اس مخالفت کو شرارت اور ایذا رسانی کی حد تک پہنچایا۔ اسپر خدا تعالیٰ نے جو اپنے بندوں کے لیے **غیرت** رکھتا ہے **طاعون** کو بھیجا اور یہ اُسوقت ہوا ہے جب ہر قسم کی حجت پوری ہو چکی۔ عقلی دلائل انکے سامنے پیش کیے گئے نصوص قرآنیہ حدیثیہ سے انپر حجت پوری کی اور آخر خدا تعالیٰ کے تائیدی نشانات بھی کثرت کے ساتھ ظاہر ہوئے۔ ہر قسم کے نشان انکو ملے مگر انھوں نے انکو حقارت کی نگاہ سے دیکھا اور انپر ٹھٹھا کیا اسلیے آخری علاج **طاعون** رکھا گیا یہ وہ نشان ہے جسکا ذکر اللہ تعالیٰ نے آج سے پچیس برس پہلے براہین میں بھی کیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے پہلی کتابوں میں بھی **مسیح موعود** کے زمانہ کا یہ ایک **نشان** رکھا ہے۔ اسپر سے وہی بچیں گے جو توحید اختیار کرینگے اور **عاجز انسان** کو خدا نہ بنائینگے اور خدائی صفات سے اُسکو متصف نہ ٹھہرائیں گے اور خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے **رسول** کی قدر کرینگے۔

سب سے پہلی بات جو یاد رکھنی چاہیئے

وفات مسیح

کا ہی مسئلہ ہے۔ یہ لوگ بعض وقت چھوڑ دیتے ہیں کہ **وفات مسیح** کی بحث کی ضرورۃ ہی کچھ نہیں حالانکہ اصل جڑ یہی ہے اسی مسئلہ سے عیسائیوں کی ساری کارروائی باطل ہوتی ہے اور حضرت مسیح کی خدائی کی **ٹانگ ٹوٹتی** ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی **عظمت** دنیا میں قائم ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے **وفات مسیح** کے مسئلہ پر برخلاف اور نبیوں کی وفات کے بہت ہی بڑا زور دیا ہے اور ۳۰ سے بھی زیادہ آیتوں میں اس مضمون کو بیان کیا ہے چنانچہ **یٰعیسیٰ انی متوفیک** اور **فلما توفیتنی** وغیرہ آیتوں میں بڑی صراحت کے ساتھ یہ ذکر موجود ہے۔ یہ بیوقوف کہتے ہیں کہ وفات نہیں ہوئی بلکہ خدا نے آسمان پر اُٹھا لیا یہ غلطیاں ہیں جو کتاب اللہ کے خلاف دین کی ہتک کے لیے لوگوں نے از خود پیدا کر لی ہیں۔ خدا تعالیٰ نہیں چاہتا ہے کہ اُسکی صفات عاجز انسان کو دیجاویں پھر کس قدر شرم کی بات ہے یہ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں کیا اسلام اسی کا نام ہے کہ یہ اقرار کیا جاوے کہ کچھ مخلوق خدا کی ہے اور کچھ مسیح کی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ایسے عقائد بنا کر ان لوگوں نے اسلام کی ہتک کی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے اور خدا تعالیٰ کی مخالفت کی ہے۔ افسوس!

کیا اسلام یہی کچھ لیکر دنیا میں آیا تھا؟

اسی کا نام اتمام نعمت تھا؟

اسلام وہ مصفا اور خالص توحید لیکر آیا تھا جسکا نمونہ اور نام و نشان بھی دوسری ملتوں اور مذہبوں میں پایا نہیں جاتا یہانتک کہ میرا ایمان ہے کہ اگرچہ پہلی کتابوں میں بھی خدا کی توحید بیان کی گئی ہے اور کل انبیا علیہم السلام کی بعثت کی غرض اور منشا بھی توحید ہی کی اشاعت تھی لیکن جس اسلوب اور طرز پر خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم توحید لیکر آئے اور جس نہج پر قرآن نے توحید کے مراتب کو کھول کھول کر بیان کیا ہے کسی اور کتاب میں اسکا ہرگز پتہ نہیں ہے۔ پھر جب ایسے صاف چشمہ کو انھوں نے مکدر کرنا چاہا ہے تو بتاؤ اسلام کی توہین میں کیا باقی رہا۔ اسپر ان کی بدقسمتی یہ ہے کہ جب انکو وہ اصل اسلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے تھے پیش کیا جاتا ہے اور قرآن شریف کے ساتھ ثابت کر کے دکھایا جاتا ہے کہ تم غلطی پر ہو تو کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے

باپ دادا اسیطرح مانتے آئے ہیں

مگر میں کہتا ہوں کہ کیا اتنی بات کہکر یہ اپنے آپکو بری کر سکتے ہیں؟ نہیں! بلکہ قرآن شریف کے موافق اور خدا تعالیٰ کی سنتہ قدیم کے مطابق ہی قول سے بھی ایک حجت انپر پوری ہوتی ہے۔ جب کبھی کوئی خدا کا مامور اور مرسل آیا ہے تو مخالفوں نے اُسکی تعلیم کو سنکر یہی کہا ہے **ما وجدنا فی اٰبائنا الاولین** تعجب کی بات ہے کہ تجدید کا قانون یہ ہر روز دیکھتے ہیں ایک ہفتہ کے بعد کپڑے بھی میلے ہو جاتے ہیں اور اُن کی دھلائی کی ضرورۃ پڑتی ہے لیکن کیا پوری صدی

گذر جانے کے بعد بھی **مجدد کی ضرورت** نہیں ہوتی؟ ہوتی ہے اور ضرور ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ

سلسلہ قائم کیا کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد اصلاح خلق کے لیے آتا ہے۔

کیونکہ صدی کے اس درمیانی حصہ میں بہت سی غلطیاں اور بدعتیں دین میں شامل کر لی جاتی ہیں اور خدا تعالیٰ کبھی پسند نہیں فرماتا کہ اسکے پاک دین میں خرابی رہ جاوے اس لیے وہ انکی اصلاح کیخاطر **مجدد** بھیج دیتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین پھر تابعین پھر تبع تابعین کے زمانے کیسے مبارک زمانے تھے ان تین زمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی **خیر القرون** فرمایا ہے بعد اس کے نیکی اور خیر میں کمی آتی رہی اور غلطیاں پیدا ہونے لگیں یہانتک کہ بہت ہی خطرناک غلطیاں پیدا ہو گئیں یہ وہ زمانہ ہے جسکا نام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے **فیج اعوج** رکھا ہے اور جس میں جھوٹ کثرت سے پھیل گیا۔ اور جسکی بابت آپ نے فرمایا **لیسوا منی ولست منھم** اس زمانہ کے بعد خدا نے چاہا ہے کہ ان غلطیوں کو دور کرے اور **اسلام کا حقیقی چہرہ** پھر دنیا کو دکھائے اور شرک اور مردہ انسان کی پرستش کو دور کرے۔ اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا **بروزی** طور پر ظہور ہوا۔ اور آپ کی عظمت کو مسیح کے مقابلہ میں ظاہر کرنے کے لیے خدا کی غیرت نے چاہا کہ

احمد کے غلام کو مسیح سے افضل قرار دیا

اسی بات کے لیے سورج چاند کو رمضان میں مقررہ تاریخوں پر پیشگوئی کیموافق گرہن لگا۔ یہ مولوی جب تک یہ واقع نہ ہوا تھا مہدی کی علامتوں میں بڑے زور و شور سے ممبروں پر چڑھ چڑھ کر اسکو بیان کرتے تھے لیکن اب جب کہ خدا تعالیٰ نے اپنے وقت پر اس نشان کو ظاہر کر دیا تو میری **مخالفت** کے لیے یہ خدا تعالیٰ کے اس جلیل الشان **نشان کی بیحرمتی** کرتے ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک پیشگوئی کی توہین کرتے ہوئے حدیثوں کو جھوٹا قرار دیتے ہیں!!! افسوس۔

اسی طرح یہود کے بڑے بڑے مولوی فقیہ اور فریسی کرتے تھے جب حضرت مسیح آئے انھوں نے بھی انکار کیا۔ یاد رکھو حق میں ایک خوشبو ہوتی ہے اور وہ خود بخود پھیل جاتی ہے اور خدا اسکی حمایت کرتا ہے جب خدا تعالیٰ نے مجھے **مامور** کیا تھا اس وقت میں اکیلا تھا اور کوئی مجھے جانتا بھی نہ تھا مگر اب پچاس ہزار سے بھی زیادہ انسان اس سلسلہ میں شامل ہیں اور اطراف عالم میں اس دعوی کا شور مچ گیا ہے۔ خدا تعالیٰ اگر ساتھ نہ ہوتا اور اسکی طرف سے یہ سلسلہ نہ ہوتا تو اسکی تائید کیونکر ہو سکتی تھی اور یہ سلسلہ قائم کیونکر رہ سکتا تھا؟

اور پھر یہ نہیں کہ اسطرح میں سبکو خوش کیا گیا تھا؟ نہیں بلکہ سب سے مخالفت اور سب کو ناراض کیا گیا۔ عیسائی الگ ناراض اور سب سے بڑھ کر ناراض ہیں جبکہ انکو سنایا گیا کہ **صلیبی اعتقاد کو پاش** پاش کرنے آیا ہوں اور انکو دعوت تبلیغ کی کہ تمھارا **یسوع مسیح** جسکو تم نے خدا بنایا ہے اور جسکی صلیبی موت پر جو تمھارے نزدیک **لعنتی موت** ہے تمھاری نجات منحصر ہے وہ ایک **عاجز** انسان تھا اور **کشمیر میں مرا پڑا ہے**؛ عیسائی اگر ناراض تھے تو اور کسی قوم کے ساتھ بھی صلح نہ رہی آریوں کے ساتھ الگ مخالفت جبکہ ان کے **نیوگ۔ تناسخ** اور دوسرے معتقدات کی ایسی تردید کی گئی کہ جس کا جواب ان سے کبھی نہ ہو سکے گا۔ اور آخر خدا تعالیٰ نے اپنے ایک بین نشان کے ساتھ اتمام حجت پوری کی۔ اور اگر باہر دالے ناراض تھے تو مسلمان ہی خوش ہوتے مگر تم دیکھلو کہ ان لوگوں کی جب **غلطیاں** نکالی گئیں ان کے مشائخ۔ پیرزادوں۔ مولویوں اور دوسرے لوگوں کی بدعتوں اور مشرکانہ رسومات کو ظاہر کیا گیا اور انکے خانہ ساز عقائد کو کھولا گیا تو یہ سب سے بڑھ کر دشمن ثابت ہوئے۔ اب ان سب لوگوں کی مخالفت کے ہوتے ہوئے اس سلسلہ کا ترقی کرنا اور دن بدن بڑھنا بتاؤ خدا کی تائید کے بغیر ہو سکتا ہے؟ کیا انسانی منصوبوں سے یہ عظیم الشان سلسلہ چل سکتا ہے؟

انسان کی عادت میں داخل ہے کہ جب اس کی عادت اور عقیدہ کے خلاف کہا جاوے تو وہ مخالف ہو جاتا ہے اور ناراض ہو جاتا ہے۔ ایک ہندو کو جب گنگا کے خلاف ذرا سی بات بھی کہی جاوے تو وہ دشمن بن جاتا ہے پھر کل مذاہب کے خلاف کہا گیا وہ کیوں ناراض نہ ہوتے اور اسپر اگر خدا کیطرف سے یہ کام نہ ہوتا تو تباہ ہو جاتا اسقدر مخالفت کے ہوتے ہوئے۔ اس کا سرسبز ہونا ہی اس کے خدا کیطرف سے ہونیکی دلیل ہے۔

پھر عام پیروں اور مشائخ کیطرح نہیں کہ نذر و نیاز سے ہی کام ہے خواہ وہ چوری کی ہی ہو۔ اور کچھ بھی خدا تعالیٰ کی سچی شریعت کے متعلق نہیں بتاتے بلکہ بتلاتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ وہ اسقدر جرات نہیں کر سکتے کہ ایک چور مرید کو چوری کرنے سے منع کر سکیں یا سود خوار یا بدکار کو اس کے عیبوں سے آگاہ کر سکیں دنیا کے گدی نشینوں اور مہنتوں کا اس طرح پر گذارہ نہیں ہو سکتا۔

یہ خدا ہی کے سلسلہ میں برکت ہے کہ وہ دشمنوں کے درمیان پرورش پاتا اور بڑھتا ہے۔

باقی آیندہ

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

اور

سر سید احمد خان آنجہانی

حضرت اقدس میرزا صاحب اور سر سید کے مذہبی خیالات اور عقائد میں جیسا کہ ان دونوں صاحبوں کی تالیفات اور طرز معاشرت سے عیاں ہے۔ ہر چند آسمان و زمین کا فرق ہے تاہم اخبار چودھویں صدی اور وکیل سے معلوم ہوا کہ دنیا میں ایسے نیچر یا باطل پرست لوگ بھی موجود ہیں۔ جنکو یہ بین اور نمایاں فرق محسوس نہیں ہوتا۔ سید الطائفہ نیچریان کی محبت کا جوش اس قدر ان کے دلوں میں موجزن ہے کہ بیساختہ ان کی زبان و قلم سے یہ اعتراض نکل جاتا ہے کہ میرزا صاحب سر سید کی نقل کرتے ہیں بلکہ بے حیائی اور شوخ چشمی انھیں یہ لکھ ڈالنے کی بھی جرات دلاتی ہے کہ سید ...... کی تحریرات کو اگر متن کتاب مانا جائے تو مرزا صاحب اسپر شرحیں لکھتے حاشیے چڑھاتے ہیں۔ لہذا ہم ایسے غافل و خود فراموش معترضین کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے نہایت ضروری سمجھتے ہیں کہ اس سبجکٹ پر قلم اٹھائیں اور اصل واقعات کو روشنی میں لاکر پبلک کے روبرو پیش کریں تاکہ اہل بصیرت کو نور و ظلمت کا فرق بآسانی معلوم ہو جائے۔ اس غرض کے لیے ہم معزز ناظرین کی توجہ ایک ایسے اہم مسئلہ کیطرف مبذول کرانا چاہتے ہیں جو دینیات کا اصل اصول اور سر چشمہ ہے۔ وہ کیا ہے۔ وحی اور الہام کا مسئلہ۔ ظاہر ہے کہ یہ مسئلہ ایسا ضروری و مہتم بالشان مسئلہ ہے کہ اسے دینیات و الٰہیات کا فاؤنڈیشن سٹون کہنا زیبا ہے۔ پس ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ حضرت اقدس اور سید صاحب نے اس مسئلہ میں اپنی اپنی تحقیقات کا نتیجہ کیا ظاہر کیا اور ان میں سے کونسا نتیجہ ایسا ہے جو معرفت الٰہی کے اغراض میں ہمارا معین اور مددگار اور موصل الی المطلوب ہو سکتا ہے۔ پہلے ہم اس بارہ میں سر سید ...... کی تحقیقات کا نتیجہ ظاہر کرتے ہیں پھر حضرت اقدس نے وحی و الہام کے متعلق جو کچھ سر سید کے جواب میں ان کی زندگی میں تحریر فرمایا تھا نقل کریں گے۔ تاکہ ذی علم ناظرین اس سے نتیجہ نکالیں کہ ...... حضرت اقدس سر سید مرحوم کے تابع اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ یا سر سید کی غلطیاں درست کرنے والے اور ان کو راہ راست کا پتہ بتانے والے۔ امید ہے کہ سر سید کے مریدین کل نہیں تو بعض ہی کچھ انصاف سے کام لیں گے اور ان شعروں کا مضمون نصب العین فرمائیں گے

یاروخودی سے بازبھی آؤ گے یا نہیں
خو اپنی پاک وصاف بناؤ گے یا نہیں
پیچ کہہ اگر نہ بنا منسی کچھ جواب
پھر بھی یہ منہ جہانکو دکھاؤ گے یا نہیں

سر سید صاحب لکھتے ہیں کہ نبوت کا ملکہ نبی کی اصل فطرت میں ودیعت ہوتا ہے اور جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ النبی نبی ولو کان فی بطن امه وہ ماں کے پیٹ سے نبی پیدا ہوتا ہے اور جسطرح تمام ملکات اور قوای فطری بتدریج ترقی کرتے ہیں۔ اور اسی طرح ملکہ نبوت بتدریج ترقی پاتا ہے۔ یہانتک کہ جب وہ کمال کے درجہ کو پہونچ جاتا ہے تو اس سے وہ ظہور میں آتا ہے جو اسکا مقتضا ہوتا ہے اور جسکو عرف عام میں بعثت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسی لیے جو وحی اسپر نازل ہوتی ہے۔ وہ کسی ایلچی یا قاصد (یعنی فرشتہ) کی وساطت سے نازل نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ خود بخود ایک چیز اسی کے دل سے اٹھتی ہے اور اسی پر گرتی ہے" اس تحریر سے سر سید کا وہ عقیدہ جو انھوں نے کمال تحقیق و تدقیق کے بعد وحی کی بابت اختیار کیا تھا اور جس سے شریعت انبیا پر پانی پھیر جاتا ہے بخوبی معلوم ہو گیا اب مسئلہ الہام کے متعلق سر سید مرحوم نے جو گلفشانی فرمائی ہے وہ بھی قابل ملاحظہ ہے۔

مولانا الطاف حسین صاحب حالی اپنی کتاب "حیات جاوید" کے صفحہ ۶۳۵ میں لکھتے ہیں۔

"ایک شخص نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نسبت جن کو صاحب الہام اور مثیل مسیح ہونے کا دعوی ہے ایک طول طویل خط سر سید کو لکھا اس کے جواب میں وہ لکھتے ہیں۔ مخدومی! ہر شخص یہاں تک کہ شہد کی مکھی بھی الہام کا دعوی کر سکتی ہے مگر اسکا نتیجہ کیا؟ اور کسیکو کسی کے الہام سے کیا فائدہ اور کیا نقصان پہونچ سکتا ہے۔ نادان ہیں وہ جو اس سے جھگڑا کرتے ہیں۔ والسلام"

ایہا الناظرین یہ ہے وہ تحقیق جو اس بے نظیر محقق نے الہام کے بارہ میں ظاہر فرمائی۔ اس نادر تحقیق کا ادنی نتیجہ یہ ہے کہ اس کی بدولت ملہمین و مکلمین کا وہ پاک سلسلہ جس کی پیشین گوئی قرآن کریم و احادیث نبی رؤف و رحیم میں کی گئی ہے اور جس کا ظہور برابر ہوتا چلا جاتا ہے۔ نیست و نابود ہوا جاتا ہے

اب میرزا صاحب نے وحی و الہام کی بابت جو کچھ سر سید کے خلاف اپنے ایک رسالہ برکات الدعا میں تحریر فرمایا ہے اسے ملاحظہ فرمائیے اور برائے خدا انصاف سے کام لیجیے۔

"سید صاحب نے اپنی کتاب میں وحی کو معیار صداقت نہیں ٹھیرایا اور نہ ٹھیرانا چاہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ وحی کو خواہ وہ وحی نبوت ہو یا وحی ولایت نظر عزت سے نہیں دیکھتے۔ بلکہ اسکو صرف ملکہ فطرت خیال کرتے ہیں سو ان کی اس رائے کی نسبت بھی اسجگہ کسی قدر بیان کرنا قرین مصلحت ہے سو واضح ہو کہ سید صاحب کی یہ بڑی غلط اور سخت فتنہ انداز اور حق سے

دور ڈالنے والی رائے ہے کہ وحی اللہ کو صرف ملکہ فطرت خیال کرتے ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ انسان کی فطرت میں کئی قسم کے ملکات ہوتے ہیں اور تمام ملکات اس قسم کے ہیں کہ ایک کی طرز اور وضع دوسرے کی طرز اور وضع پر شاہد ہے۔ مثلاً بعض کی فطرت علم حساب اور علم ہندسہ سے ایک مناسبت رکھتی ہے اور بعض کی علم طب سے اور بعض کی علم منطق اور کلام سے۔ لیکن خود بخود یہ استعداد مخفیہ کسی کو محاسب اور مہندس یا طبیب اور منطقی نہیں بنا سکتی بلکہ ایسا شخص تعلیم استاد کا محتاج ہوتا ہے اور پھر دانا استاد جب اس شخص کی طبیعت کو ایک خاص علم سے مناسبت دیکھتا ہے تو اسی کے پڑھنے کی اسکو رغبت دیتا ہے اسی کے مناسب یہ شعر ہے۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند
میل آن اندر دلش انداختند

اسی طرح تعلیم پانے کے بعد وہ ملکہ جو تخم کی طرح چھپا ہوا تھا وہ بھڑک اٹھتا ہے اور طرح طرح کی باریکیاں اس علم کی اسکو سوجھتی ہیں اور جو کچھ اس فن کے متعلق نئے نئے امور عجائب اس کے دل میں پیدا ہوتے ہیں اگر انکا نام الہام اور القا رکھیں تو کچھ بعید نہیں ہوتا۔ کیونکہ بلاشبہ وہ تمام عمدہ باتیں جن سے انسانوں کو نفع پہونچتا ہے خدا تعالے کی طرف سے دل میں ڈالی جاتی ہیں جیسا کہ اللہ جلشانہ بھی درحقیقت اسی کی طرف اشارہ فرما کر کہتا ہے فالھمھا فجورھا وتقوٰیھا یعنی بری باتیں اور نیک باتیں جو انسانوں کے دلوں میں پڑتی ہیں۔ وہ خدا تعالے کی طرف سے ہی الہام ہوتی ہیں۔ اچھا آدمی اپنی اچھی طبیعت کی وجہ سے اس لائق ہوتا ہے کہ اچھی باتیں اس کے دل میں پڑیں اور برا آدمی اپنی بری طبیعت کی وجہ سے اس لائق ٹھہرتا ہے کہ برے خیالات اور بد اندیشی کی تجویزیں اسکے دل میں پیدا ہوتی رہیں اور درحقیقت نیک انسان اس قسم کے الہامات حاصل کرنے کے لیے فطرتاً ایک نیک ملکہ اپنے اندر رکھتا ہے اور برا انسان فطرتاً ایک برا ملکہ رکھتا ہے۔ چنانچہ اسی ملکہ فطرتی کی وجہ سے بہت سے لوگ اچھی اور بری تالیفیں اور پاک اور ناپاک ملفوظات اپنی یادگار چھوڑ گئے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ انبیا کی وحی کی بھی یہی حقیقت ہے کہ وہ بھی درحقیقت ایک ملکہ فطرۃ ہے جو اس قسم کے القا سے فیضیاب ہوتا رہتا ہے جس کی تفصیل ابھی بیان ہوئی ہے اگر صرف اتنی ہی بات ہے تو معلوم شد کیونکہ انبیا کی وحی کو ایک ملکہ فطرۃ قرار دیکر پھر انبیا اور اسی قسم کے دوسرے لوگوں میں ما بہ الامتیاز کرنا نہایت مشکل ہے۔ شاید سید صاحب اسجگہ یہ فرمائیں کہ ہم وحی متلو کے قائل ہیں یعنی قرآن کریم بالفاظ وحی ہے مگر میں سید صاحب کی اس حکمت عملی کو خوب سمجھتا ہوں۔ وہ اس وحی متلو کے ہرگز قائل نہیں۔ جس کے ہم لوگ قائل ہیں۔ ظاہر ہے کہ یوں تو کوئی القا الفاظ کے بغیر نہیں ہوتا اور ایسے معانی جو الفاظ سے مجرد ہوں ذہن میں آہی نہیں سکتے۔ لیکن پھر خود قرآن اور حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں بھی ایک فرق ہے اور اسی فرق کی بنا پر حدیث کے الفاظ کو اس چشمہ سے نکلا ہوا قرار نہیں دیتے۔ جس چشمہ سے قرآن کے الفاظ نکلے ہیں۔ گو عام القا اور الہام کا مفہوم مدنظر رکھکر حدیث کے الفاظ بھی منجانب اللہ ہیں۔

چنانچہ آیت وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحٰی اسپر شہادت دے رہی ہے یہ بات تو ہم دوبارہ یاد دلاتے ہیں کہ گو کسی قسم کا القا ہو الفاظ ہمیشہ ساتھ ہوں گے۔ مثلاً ایک شاعر جو ایک مصرعہ کے لیے دوسرا مصرعہ تلاش کر رہا ہے تو جب اس کے ذہن پر منجانب اللہ کوئی القا ہوگا تو الفاظ کے ساتھ ہی ہوگا۔

اب جبکہ یہ بات پختہ طور پر فیصلہ پا گئی کہ حکما اور عرفا اور شعرا کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی القا ہوتا ہے اور وہ بھی الہام متلو ہی ہوتا ہے اور ان میں سے راستبازوں کو راستی کا اور بدوں کو بدی کا ایک ملکہ عطا کیا جاتا ہے اور مناسب حال اس ملکہ کے وقتاً فوقتاً ان کو الہام بھی ہوتا رہتا ہے مثلاً جس نے ریل ایجاد کی اسکو بھی القا ہی ہوا تھا اور جو تار برقی کا موجد گزرا ہے وہ بھی ان معنوں کر کے ملہم ہی تھا۔ تو وہی اعتراض جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں سید صاحب پر وارد ہوگا۔ اگر سید صاحب یہ جواب دیں کہ درحقیقت نفس القا میں تو انبیا اور حکما بلکہ کافر اور مومن برابر ہیں مگر فرق یہ ہے کہ انبیا کا القا ہمیشہ صحیح ہوتا ہے تو اس صورت میں سید صاحب کو اس بات کا قائل ہونا پڑے گا کہ وحی نبوت کفار کے الہام سے کوئی ذاتی امتیاز نہیں رکھتی۔ صرف یہ زائد امر ہے کہ انبیا کی وحی غلطی سے پاک ہوتی ہے اور ارسطو اور افلاطون وغیرہ حکما کی وحی غلطی سے پاک نہیں تھی۔ لیکن یہ دعوی بیدلیل ہے۔ بلکہ سراسر تحکم ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ وہ حصہ کثیرہ حکما کے مواعظ اور نصائح اور اخلاقی باتوں کا جو غلطیوں سے پاک اور قرآن کے موافق ہے۔ اسکو بلاشبہ کلام الٰہی سمجھیں اور فرقان مجید کے برابر قرار دیدیں اور اسکے وحی متلو ہونے پر ایمان لاویں اور دوسرا حصہ جس میں غلطی ہو اسکو اسی طرح اجتہادی غلطیوں کے مد میں داخل کر دیں جیسا کہ انبیا سے بھی کبھی اجتہادی غلطی ہو جاتی ہے اور پھر اس اصول کے موافق ایسے

ایسے حکمار اور کفار کو بھی سمجھ لیں۔

اب ظاہر ہے کہ درحقیقت یہ ایسا خیال ہے کہ قریب ہے کہ سید صاحب کا ایمان اس سے ضائع ہو جائے بلکہ شاید کسی موقعہ پر نیوٹن وغیرہ حکمار کی وحی کو قرآن کی وحی سے اعلےٰ سمجھنے لگیں۔ افسوس ہے کہ اگر سید صاحب قرآن کے معنے سمجھنے کے لیے قرآن کو ہی معیار ٹھہراتے تو اس ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے بچ جاتے۔ قرآن نے کسی اپنی وحی کی یہ مثال پیش نہیں کی کہ وہ اُس چشمہ کی مانند ہے کہ جو زمین سے جوش مارتا ہے۔ بلکہ ہر جگہ یہی مثال پیش کی کہ وہ اُس بارش کی مانند ہے کہ جو آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ اور اگر سید صاحب لکھنے کے وقت کسی صاحب حال سے پوچھ لیتے کہ وحی اللہ کیا شے ہے اور کیونکر نازل ہوتی ہے تو تب بھی اُس لغزش سے بچ جاتے۔ اس ٹھوکر سے سید صاحب نے ایک جماعت کثیرہ مسلمانوں کو تباہ کر دیا اور قریب قریب الحاد اور دہریت کے پہنچا دیا اور وحی نبوت کی عزت کو کھو کر اس فطرتی ملکہ تک محدود کر دیا جس میں کافر اور بے ایمان بھی شریک ہیں۔ اس وقت میں محض للہ اپنی شہادت سید صاحب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ شاید خدا ان پر فضل کرے۔

سو اے عزیز سید مجھے اُس اللہ جلّ شانہ کی قسم ہے کہ یہ بات واقعی صحیح ہے **کہ وحی آسمان سے دل پر ایسی گرتی** ہے۔ جیسے کہ آفتاب کی شعاع دیوار پر۔ میں ہر روز دیکھتا ہوں کہ جب مکالمہ الٰہیہ کا وقت آتا ہے تو اول ایکدفعہ مجھ پر ایک ربودگی طاری ہوتی ہے تب میں ایک تبدیل یافتہ چیز کی مانند ہو جاتا ہوں اور میرے حس اور میرا ادراک اور ہوش گو گم نہیں باقی ہوتا ہے مگر اُسوقت میں پاتا ہوں کہ گویا ایک وجود شدید الطاقت نے میرے تمام وجود کو اپنی مٹھی میں لے لیا ہے اور اُسوقت احساس کرتا ہوں کہ میری ہستی کی تمام رگیں اُس کے ہاتھ میں ہیں اور جو کچھ میرا ہے اب وہ میرا نہیں بلکہ اُسکا ہے جب یہ حالت ہو جاتی ہے تو اُسوقت سب سے پہلے خدا تعالے اُن خیالات کو میری نظر کے سامنے پیش کرتا ہے جنپر اپنے کلام کی شعاع ڈالنا اُسکو منظور ہوتا ہے۔ تب ایک عجیب کیفیت سے وہ خیالات یکے بعد دیگرے نظر کے سامنے آتے ہیں اور ایسا ہوتا ہے کہ جب ایک خیال مثلاً زید کی نسبت دل میں آیا کہ وہ فلاں مرض سے صحت یاب ہوگا یا نہ ہوگا تو جھٹ اُسپر ایک ٹکڑہ کلام الٰہی کا ایک شعاع کی طرح گرتا ہے اور بسا اوقات اُس کے گرنیکے ساتھ تمام بدن ہل جاتا ہے پھر وہ مقدمہ طے ہو کر دوسرا خیال سامنے آتا ہے۔ اُدھر وہ خیال نظر کے سامنے کھڑا ہوا اور اُدھر ساتھ ہی ایک ٹکڑا الہام کا اُسپر گرا۔ جیساکہ ایک تیر انداز ہر ایک شکار کے نکلنے پر تیر مارتا جاتا ہے اور عین اُسوقت میں محسوس ہوتا ہے کہ یہ سلسلہ خیالات کا ہمارے ملکہ فطرۃ سے پیدا ہوتا ہے اور کلام جو اُسپر گرتا ہے وہ اوپر سے نازل ہوتا ہے۔ اگرچہ شعراء وغیرہ کو بھی سوچنے کے بعد القا ہوتا ہے۔ مگر اس وحی کو اُس سے مناسبت دینا سخت بے تمیزی ہے۔ کیونکہ وہ القا خوض اور فکر کا ایک نتیجہ ہوتا ہے اور ہوش و حواس کی قائمی اور انسانیت کی حد میں ہونیکی حالت میں ظہور کرتا ہے۔ لیکن یہ القا صرف اُسوقت ہوتا ہے کہ جب انسان اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا تعالیٰ کے تصرف میں آجاتا ہے اور اپنا ہوش اور اپنا جوش اور اپنا خوض کسی طور سے اسمیں دخل نہیں رکھتا۔ اُسوقت زبان ایسی معلوم ہوتی ہے کہ گویا یہ اپنی زبان نہیں اور ایک دوسری زبردست طاقت اُسکو کام لے رہی ہے اور یہ صورت جو میں نے بیان کی ہے اُس سے صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ فطرتی سلسلہ کیا چیز ہے اور آسمان سے کیا نازل ہوتا ہے۔

بالآخر میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس منحوس نیچریت کو مسلمانوں کے دل سے ایسا دھو دیوے کہ کوئی داغ اسکا باقی نہ رہے۔ کیونکہ اسلام کی برکتیں جس آنکھ سے دیکھی جاتی ہیں وہ آنکھ تب تک نہیں کھلے گی جب تک کہ یہ سامان آگے سے دور و دفع نہیں ہوگا۔ ؎

اے نیچری شوخ ایں چہ ایذا ست
از دست تو فتنہ ہر طرف خاست
آنکس کہ رہ محبت پسند ید
دیگر نگزید جانب راست
لیکن چو ز غور و فکر بینم
از ماست مصیبتے کہ بر ماست
متروک شدست درس فرقان
زاں روز ہجوم ایں بلا ماست
نیچر نہ باصل خویش بد بود
وایں گم شد و نور عقل ما کاست
بر فطرہ نگوں شدند یک بار
رو تافتہ زانطرف کہ دریاست
بر جنت و حشر و نشر خندند
کیں قصہ بعید از خرد ماست
چوں ذکر فرشتگاں بیاید
گویند خلاف عقل داناست
اے سید گروہ ایں قوم
ہشدار کہ پائیتو نہ برجاست
پیرانہ سرایں چہ در سر افتاد
رو توبہ کن ایں راہ نہ تقواست
ترسم کہ بدیں قیاس یک روز
گوئی کہ خدا خیال بیجاست
ایکو اچہ بر دکہ فکر انساں
در کار خدا ز نوع سوداست
آخر ز قیاس ما چہ خیزد
بنشیں کہ نہ جائے شور و غوغاست
اے بندہ بصیرت از خدا خواہ
اسرار خدا ز خوان یغماست

دارالامان اور پیسہ اخبار کا طاعون

جو مضمون ہم ذیل مین درج کرتے ہین اگرچہ اسی کا مفہوم اور خلاصہ ہم سابقہ اشاعتون مین درج کر چکے ہین لیکن پیسہ اخبار کے خبث اور کذب کی افشاء اور اعلان کے لئے جو اس نے قادیان مین طاعون کے عنوان سے لکھ کر ظاہر کیا ہے ہم اس مضمون کو پورا تین مرتبہ شائع کرینگے اور دیکھین گے کہ پیسہ اخبار کہان تک راستبازی اور صداقت کی قدر کر کے اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہے

(ایڈیٹر)

۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۲ء کے پیسہ اخبار کے صفحہ ۷ کالم اول مین قادیان مین طاعون سے موتین کے عنوان سے ایک مختصر نوٹ ایڈیٹر پیسہ اخبار کیطرف سے شائع کیا گیا ہے جس مین یہی نہین کہ ایڈیٹر نے حق پژوہی اور خدا ترسی سے کام نہ لیکر قلم اُٹھایا ہے بلکہ اخبار نویسی کے عام اصول اور قانونی حدود کی نگہداشت کو بھی ملحوظ خاطر نہیں رکھا۔ چنانچہ (جیسا کہ ہمارے اس مضمون کے پڑھنے والون کو معلوم ہو جاویگا) اس نے اپنے اس نوٹ مین تین خطرناک جھوٹ بولے ہین جن مین سے ایک تو ایسا ہے کہ اس سے پبلک کو مغالطہ دینا چاہا ہے اور وہ یہ ہے کہ قادیان مین طاعون کی کسی واردات کے ہو جانے کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی پیشگوئی انہ اوی القریہ کے خلاف قرار دیا ہے حالانکہ حضرت اقدس نے کبھی اس قسم کی کوئی تحریر شائع ہی نہین کی کہ قادیان مین ایک بھی واردات نہو گی بلکہ جب سے کہ یہ الہام ہوا اسکے متعلق جسقدر تحریرین الحکم مین یا در صورت مین شائع ہوئی ہین یہی ظاہر کیا جاتا رہا ہے کہ قادیان اس انتشار افرانفری اور موت الکلاب سے محفوظ رہیگا جو دوسرے شہرون مین طاعون کیوجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ اور اسی لیے جب دوسرے لوگون کو اس مقابلہ کی دعوت کی گئی تو صاف لفظون مین لکھا تھا کہ ان سے بھی اسی قدر مطالبہ کیا جاتا ہے مقابلہ مین جو اقرب بالامن ثابت ہو وہ صادق کی سچائی پر گواہ ٹھہریگا۔ چنانچہ خود پیسہ اخبار نے اپنے اخبار مین اپنا اعتراف بصورت اعتراض پیش کیا تھا کہ یہ پیشگوئی کی تاویل کے لئے لکھا جاتا ہے۔

پھر جس حال مین پہلے سے پیسہ اخبار خوب جانتا تھا کہ انہ اوی القریہ کے معنے اس مضمون کو اپنے اندر نہین رکھتے کہ وہان کوئی بھی واردات طاعون کی نہو اور نہ ایسا شائع کیا گیا ہے تو پھر الہام شائع کردہ کے خلاف ایک بات کا پیش کرنا کیسی ناخدا ترسی اور ناانصافی ہے۔ پس سب سے پہلا جھوٹ تو پیسہ اخبار کا یہ ہے کہ اس نے خود بخود حضرت اقدس کے الہام کے خلاف ایک معنے تجویز کر کے پبلک کو دھوکا دینا چاہا۔ چنانچہ اس امر کی صراحت کے لئے ہم ذیل مین وہ فقرات درج کرتے ہین جو اس الہام کے متعلق شائع کئے گئے دیکھو الحکم مورخہ ۱۰ - اپریل سنہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۶ کالم ۳ انہ اوی القریۃ کا جو الہام ایک عرصہ سے آنحضرت کو ہو چکا ہے اس کے متعلق فرمایا کہ مین اس کے معنے یقیناً یہی سمجھتا ہون کہ وہ افراتفری اور قیامت خیز نظارہ جو طاعون کی وجہ سے پیدا ہو رہا ہے اس سے اللہ تعالےٰ قادیان کو ضرور محفوظ رکھے گا اگرچہ یہ امر ممکن ہے کہ کوئی کیس یہان ہو جاوے مگر وہ النادر کالمعدوم کے ضمن مین ہے تاہم اللہ کے فضل اور وعدہ کے موافق ہمین یقین ہے کہ وہ ہمین سخت تشویش اور سخت اضطراب سے ضرور محفوظ رکھے گا"

پھر خود حضرت اقدس نے جو رسالہ دافع البلاء کئی ہزار چھاپ کر شائع کیا ہے اس کے صفحہ ۵ کے حاشیہ مین نہایت صراحت کے ساتھ الہام انہ اوی القریۃ کی تفسیر کر دی ہے ہم اسکو بجنسہ ذیل مین درج کرتے ہین تاکہ پبلک خود صحیح نتیجہ نکالنے کے قابل ہو جاوے اور وہ یہ ہے:

حاشیہ - اوی عربی لفظ ہے جس کے معنے ہین تباہی اور انتشار سے بچانا اور اپنی پناہ مین لے لینا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ طاعون سخت بربادی بخش وہ ہے جسکا نام طاعون جارف ہے یعنی جھاڑو دینے والی جس سے لوگ جابجا بھاگتے ہین اور کتون کی طرح مرتے ہین یہ حالت انسانی برداشت سے بڑھ جاتی ہے۔ پس اس کلام الٰہی مین یہ وعدہ ہے کہ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہین ہو گی اسی کی تشریح یہ دوسرا الہام کرتا ہے کہ لولا الاکرام لھلک المقام۔ یعنی اگر مجھے اس سلسلہ کی عزت ملحوظ نہ ہوتی تو مین قادیان کو بھی ہلاک کر دیتا۔ اس الہام سے دو باتین سمجھی جاتی ہین

اول یہ کچھ حرج نہین کہ انسانی برداشت کی حد تک کبھی قادیان مین بھی کوئی واردات شاذ و نادر طور پر ہو جاوے جو بربادی بخش نہ ہو اور موجب فرار و انتشار نہو کیونکہ شاذ و نادر معدوم کا حکم رکھتا ہے (۲) دوسری یہ کہ یہ امر ضروری ہے کہ جن دیہات اور شہرون مین بمقابلہ قادیان کے سخت سرکش اور شریر اور ظالم اور بدچلن اور مفسد اور اس سلسلہ کے خطرناک دشمن رہتے ہین انکے شہرون یا دیہات مین ضرور بربادی بخش طاعون پھوٹ پڑیگی یہان تک کہ لوگ بے حواس ہو کر ہر طرف بھاگین گے۔ ہم نے اوی کا لفظ

جہان تک وسیع ہے اس کے مطابق یہ معنے کردئے ہین اور ہم دعوے سے لکھتے ہین کہ قادیان مین کبھی طاعون جارف نہین پڑیگی جو گاؤن کو ویران کرنے والی اور کہا جاتیوالی ہوتی ہے مگر اس کے مقابل پر دوسرے شہرون اور دیہات مین جو ظالم اور مفسد ہین ضرور ہولناک صورتین پیدا ہونگی۔ تمام دنیا مین ایک قادیان ہے جسکے لئے یہ وعدہ ہوا فالحمد للہ علی ذالک منہ۔

اب اس تحریر کے پڑھ لینے پر وہ انسان بڑا ہی ظالم اور نااہل ہوگا جو یہ کہیگا کہ حضرت اقدس کے الہام کا یہ منشا تہا کہ قادیان مین طاعون کا ایک بھی کیس نہیں ہوگا پس سب سے **پہلا جھوٹ** **تو پیسہ اخبار** کا یہ ہے کہ اس نے خلاف الہام امر کو پیش کرنا چاہا ہے + لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اسوقت قادیان مین طاعون ہے یا پیسہ اخبار نے جو واردات لکھی ہین وہ طاعون سے ہوئی ہین یہ صحیح ہے؟ ہرگز نہین بالکل جھوٹ ہے اور یہ دوسرا جھوٹ ہے جو پیسہ اخبار نے بولا ہے اور اس مین نو جھوٹ ہین جنکو ہم نمبروار ذیل مین درج کرتے ہین +

پہلا جھوٹ - مولا چوکیدار کی وفات کا باعث طاعون قرار دینا ہے حالانکہ ہم نے گذشتہ اشاعت مین سرکاری کتاب کے حوالہ سے بتایا ہے کہ وہ طاعون سے نہین مرا چنانچہ ہم نے دکھایا ہے کہ رجسٹر اموات پیدائش قادیان نمبر ۳۵ پر ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۲ء مین اس کی وفات بذریعہ بخار درج ہے +

یہ شخص ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو مرا ہے اگر وہ طاعون سے اسوقت مرا تہا اور رجسٹر مین غلط باعث بخار درج ہوا ہے تو پھر پیسہ اخبار یا وہ دروغ گو نامہ نگار جس نے پیسہ اخبار کو ایسی جھوٹی خبر دی ہے گویا قادیان کے نمبردار اور بٹالہ کے ڈپٹی انسپکٹر۔ تحصیلدار اور ضلع گورداسپور کے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر پر الزام لگاتا ہے کہ انھون نے ایک واردات کو مخفی کیا اور سرکاری طور پر اس کی اطلاع نہین دی گئی پیسہ اخبار بہت جلد اس شخص کا نام ظاہر کرے جس نے اس قسم کا تشویش افزا خط لکھا ہے تاکہ ایسی جھوٹی خبرین شائع کرانیکی وجہ سے ہم افسران مجاز کو اس کی بابت اطلاع دے سکین بہرحال یہ افسران مجاز کا فرض ہے کہ ایسے شخص کے متعلق مناسب انتظام کرین +

دوسرا جھوٹ نتھو چوکیدار کی وفات کے متعلق ہے۔ یہ شخص ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کو مرا ہے اور نمبر ۶۹ کتاب مذکور مین باعث موت بخار درج ہے

تیسرا جھوٹ - مولا کی بیوی - یہ بہت ہی خطرناک جھوٹ ہے مولا کی بیوی اسوقت تک قادیان مین موجود ہے ایک زندہ شخص کی نسبت اسکے مرنے اور طاعون سے مرنے کی منحوس خبر شایع کرنا پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کو خوب معلوم ہے قانونی جرم ہے جس سے اس عورت کے رشتہ دار چارہ جوئی کرسکتے ہین کیا پیسہ اخبار کا اپنا فرض ہے؟ کہ وہ ایسے غلط بیان شخص پر ہزار بار نفرین کرے۔

چوتھا جھوٹ - مولا کی لڑکی کا بھی طاعون سے مرنا ظاہر کیا گیا ہے بحالیکہ ساری عمر مین مولا کے ہان کوئی لڑکی ہوئی ہی نہین پھر اس خانہ ساز واردات کی بابت ہم بجز اسکے کیا کہین لعنت اللہ علے الکاذبین۔

پانچوان جھوٹ - نتھو کی بیوی کا مرنا بھی طاعون سے ظاہر کیا گیا بحالیکہ یہ بیچاری ۲۵- دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو بعارضہ کہانسی بخار فوت ہوئی ہے جو رجسٹر اموات نمبر ۱۰۲ پر درج ہے کیا دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کی مری ہوئی عورت پیسہ اخبار کو آج طاعون سے مری ہوئی ثابت ہوئی خوب!

چھٹا جھوٹ - صدر و ولد بھاگا باشندہ قادیان مین اس نام کا کوئی شخص ابھی تک ہم کو معلوم نہین ہوا اور نہ رجسٹر پیدائش اموات مین درج ہے بھاگا ایک باشندہ ہے مگر اس کا کوئی لڑکا اس نام کا نہیں ہے اور نہ فوت ہوا ہے +

ساتوان جھوٹ - پسر بڈھا تیلی - یہ لڑکا سگ گزیدہ تہا اور رجسٹر مذکور مین اس کی ہلاکت کا باعث بھی درج ہے مگر ہمین افسوس ہے کہ ایڈیٹر پیسہ اخبار کے نزدیک وہ طاعون سے مرا گویا جسقدر واقعات اور واردا تین پیسہ اخبار نے دی ہین سب کی سب جھوٹ ہے۔

پیسہ اخبار اگر اپنی وقعت کو کم نہیں کرنا چاہتا تو آئندہ ایسے دوستون پر اعتماد نکرے ورنہ اسے سخت نقصان اٹھانا پڑیگا +

آٹھوان جھوٹ مولوی حکیم نوردین صاحب کی کسی رشتہ دار عورت کی نسبت طاعون سے مرجانے کی جھوٹی خبر مشتہر کرکے انکے صدہا عزیزون اور لاکھون دوستون کو رنج پہونچایا ہے۔

مولویصاحب کے عزیزون مین کوئی عورت نہ طاعون سے بیمار ہوئی اور نہ ہلاک ہوئی حضرت مولانا مولوی نوردین صاحب حکیم الامتہ کی رشتہ دار عورت (ساس) کے طاعون سے ہلاک ہونے کے متعلق جو جہوٹ پیسہ اخبار نے بولا ہے وہ قانونی زد سے باہر نہیں ہے اور اسی لئے جیساکہ ہم نے پہلے بھی ظاہر کیا ہے اس رنجدہ خبر کی اشاعت کے متعلق سردست قانونی حقوق کو محفوظ رکھا گیا ہے کیونکہ اس خبر نے مولویصاحب جیسے عزیز و دوستون کے وسیع دائرہ والے شخص کے متعلقین کو اس سے تشویش مین ڈالا ہے اور نہ صرف مولویصاحب ہی کے تعلق والون کو بلکہ ان لوگون کو بھی جو مولوی صاحب کی عفیفہ پارسا زاہدہ ساس کے رشتہ دار ہین اور چونکہ وہ مشہور و معروف صوفی منشی احمد جانصاحب مرحوم کی اہلیہ ہین جنکے ہزارون مرید مختلف مقامات مین رہتے ہین اور اپنی اس روحانی والدہ سے مخلصانہ اور فرزندانہ ارادت رکھتے ہین اس لئے اس ضعیفہ

کے تمام لوگون کی بھی دل آزاری ہوئی ہے۔ پھر یہ کیسی حماقت اور نادانی ہے کہ حق کی بیجا مخالفت مین پیسہ اخبار اگر خدا ترسی سے کام نہیں لے سکتا تھا تو کم از کم برٹش لا سے ڈرتا اور اس قدر دلیری سے کام نہ لیتا +

ان سب سے بڑھکر ایک اور مغالطہ آمیز جھوٹ پیسہ اخبار نے بولا ہے جس مین تعصب اور عداوت بھی ملی ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں کی علالت طبع کی خبر اسی طاعون والے مضمون کے ضمن مین لکھی ہے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصد ہے کہ نصیب اعدا آنحضرت اسی مرض سے بیمار ہین ولعنت اللہ علی الکاذبین -

پیسہ اخبار اور ہماری دور اندیش گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھہ پر جن لوگون نے بیعت توبہ کی ہے اور جنہون نے اس کو اپنا امام ومقتدا تسلیم کیا ہے اور جسمین گورنمنٹ کے معزز دیانت دار عہدہ دار اور دوسرے معزز تعلیم یافتہ - تاجر - ڈاکٹر پلیڈر اور ہر قسم کے معزز اہل حرفہ اور عوام داخل ہین اور جو گورنمنٹ سے سچی ارادت اور وفاداری کا جوش رکھتے ہین ان کی تعداد ستر ہزار سے بھی متجاوز ہے اور ایک لاکھہ تک پہونچنے والی ہے ان کو اس خبر نے سخت دھوکہ دیا ہے - حضرۃ اقدس کی صحت کی خبران کی جان پرور اور روح افزا ہے وہ یقیناً اسی سے جیتے ہین اپنے کسی عزیز سے عزیز کی بیماری اور صحت کی خبر ان کی جان اور روح پر اتنا اثر نہین ڈال سکتی جتنا حضرۃ اقدس کی - پھر پیسہ اخبار نے اس بد خبر سے جو بالکل جھوٹ تھی اس وفادار گروہ کی سخت دل آزاری کی ہے اس قسم کے خطوط آئے ہین جن مین پیسہ اخبار کے حوالہ سے حضرۃ اقدس کی صحت کے متعلق ... استفسار تھے - یہ سچ ہے کہ حضرۃ اقدس اپنی عدیم المثل فیاضی اور فراخدلی کے باعث کوئی قانونی چارہ جوئی نہین کرنا چاہتے لیکن کیا کسی ناعاقبت اندیش کو اس سے یہ سبق لینا ضروری نہین ہے کہ وہ جرأت اور جسارت کر کے بے حیائی کے ساتھ ایک شریف گروہ کی دل آزاری کرے ؟

پیسہ اخبار کو ۲۴ مئی ۱۹۰۲ء سے پہلے پہلے حضرۃ حجۃ اللہ کی بیماری درد سر اور پھر اس سے شفایاب ہو جانیکی خبر الحکم کے خاص نمبر کے ذریعہ مل چکی تھی پھر اس کے بعد ایسی خبر کا مشتہر کرنا بجز عداوت اور رنجد ہی کے اور کیا مقصد رکھ سکتا ہے

بہر حال یہ جھوٹ ہین جو پیسہ اخبار نے بولے ہین اب پیسہ اخبار کا فرض ہے کہ یا تو ان واقعات کو صحیح ثابت کر دکھائے یا اپنے اخبار کے ذریعہ اپنی غلطی کا اعتراف کرے - اور آئندہ ان لوگون کی تحریرون کو وثوق سے نہ پڑھے جو قادیان کے سماجی یا اور ان کے ہم جنس اس کو لکھدیتے ہین اور اپنے آپ کو مخمصہ مین نہ ڈالے +

ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ اس قسم کی جھوٹی خبرون کے مخزن زیادہ قادیان کے سماجی ہین جن مین نہ کوئی ڈاکٹر ہے نہ حکیم نہ بید +

ہم پیسہ اخبار سے چاہتے ہین کہ وہ اپنی بریت کے لئے ایسے شخص کا نام ظاہر کرے جس نے اس قسم کی جھوٹی خبرین اسے پہونچائی ہین - ہم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ بھی اسطرف منعطف کرانا چاہتے ہین کہ وہ اس قسم کی تشویش افزا خبرون کے دینیوالے کا مناسب نوٹس لیں +

ہم اس کے متعلق اسوقت اور کہنے کی ضرورت نہین سمجھتے

آخر مین پھر پیسہ اخبار کے ایڈیٹر سے خواہش کرتے ہین کہ وہ اپنی اس غلطی کی تردید اپنے اخبار کے ذریعہ کرے اور آئندہ سوچ سمجھکر واقعات صحیحہ کی بنا پر لکھے اگر لکھنے سے نہ رہ سکے +

ہم پیسہ کے ایڈیٹر سے بڑھکر اس معاملہ مین پادری فتح مسیح صاحب کی تعریف کرتے ہین جنہون نے بازاری خبرون پر اعتبار نہیں کیا بلکہ مزید احتیاط اور حزم سے کام لیکر براہ راست حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی اس معاملہ کے متعلق دریافت فرمالیا - پیسہ اخبار کا ایڈیٹر پادری فتح مسیح سے احتیاط کا سبق لے +

ایک ضروری اطلاع

دفتر الحکم کی تعمیر کا کام خدا کے فضل سے شروع ہے اور بہت بڑا حصہ اس کا طیار ہو گیا ہے سردست کمی روپیہ کی وجہ سے مطبع پاس کے ایک مختصر مکان میں خفیف سے کرایہ پر رکھا جاوے گا تاہم اس مکان کی تعمیر کی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ بہت بڑی امداد مطبع کو پہونچ جاویگی میں ان کرمفرماؤں کی عنایت اور مہربانی کا شاکر ہوں جنھوں نے ہر طرح سے مجھے اس کام میں مدد دی خصوصاً عالی جناب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیرکوٹلہ کی مہربانی کا شکر گذار ہوں جنھوں نے ہر قسم کی مالی مدد کے علاوہ مکان کے نقشہ اور دوسرے ضروری امور کے مشوروں میں اپنا گراں قیمت وقت دیکر اپنی ہمدردی کا ثبوت دیا ہے خدا کے فضل پر بھروسہ کر کے امید کی جاتی ہے کہ جولائی کی ابتدائی تاریخوں میں الحکم کا دفتر اپنے مکان میں اُٹھہ آئے گا میں اس عرصہ میں چونکہ طیاری مکان میں مصروف رہا ہوں اس لیے جن احباب کے خطوط یا فرمائشوں کی تعمیل نہیں کرسکا وہ مجھے معذور سمجھکر معاف فرماویں گے یہی وجہ ہے کہ جون میں اخبار کی اشاعت بعد از وقت ہوتی رہی ہے میں اسکیلیے شرمندہ ہوں مگر اپنے سرپرستوں پر مجھے اطمینان ہے کہ میری اس مصروفیت کو وہ خوشی کی نظر سے دیکھیں گے - (خاکسار ایڈیٹر)

رقیمۃ الوداد

نمبر ہفتم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدًا و مصلیًا

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

بقیہ جواب سوالات نجم الدین پریس

رفاہ عام لاہور

از طرف جناب مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی

کہ باب مدینۃ العلم احادیث مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے استعمال ہوا ہے اور حضرت اقدس کو حضرت علی کی صفات کے ساتھ نہایت درجہ کی مناسبت اور مماثلت ہے حتی کہ آپکا ایک نام اسماء الہامیہ مین سے حضرۃ علی بھی ہے دیکھو الہام مندرجہ آئینہ کمالات اسلام کو۔

یا علی دعہم وانصارہم وزراعنہم

پس جبکہ یہ مہدی و مسیح موعود مثیل علی کے بھی ہوئے تو حضرۃ اقدس کا باب مدینہ علم ہونا بھی ثابت ہوگیا اور جسطرح پر علم قرآن خصوصًا حقائق قرآنیہ و دقائق لدنیہ سورۃ فاتحہ کے حضرت علی کو دے گئے تھے کما قال علی کرم اللہ وجہہ **لو شئت لاوقرت سبعین بعیرا من تفسیر فاتحۃ الکتاب** مگر چونکہ اسوقت مین ان علوم کے نزول کی ضرورت نہ تھی لہذا حضرۃ علی کرم اللہ وجہہ نے ان کو تدوین کر کر شائع نہین فرمایا۔ لیکن اس قرن مین چونکہ صدہا علوم و فنون ارضیہ دنیا مین شائع ہورہے ہین لہذا اسطرح پر علوم قرآن خصوصًا سورۃ فاتحہ کے اس مثیل علی کو دئے گئے جنکے شیوع کی اب سخت ضرورت تھی سو اس مہدی موعود نے مکرر سہ کرر اسرار قرآنی اور معارف اور حقائق سورہ فاتحہ کے جو **لم یطمثہن انس ولا جان** کے مصداق ہین شائع کئے ہین اور یہ سب تفاسیر متحدیانہ ہین جن کے ساتھ ہزارون روپون کا اشتہار بھی مقابل مین لکھنے والے کے لئے مشتہر کیا گیا ہے

خلاصہ مقال یہ ہے کہ جب حضرت اقدس باب مدینۃ العلم ثابت ہوگئے تو اونکا مخالف اور مقابل قوم لُدّ ٹھہرا جس کے پاس سوائے جھگڑے بلا دلیل اور مکر اور فریب کے اور کچھ بھی نہو۔ کیونکہ علم کے مخالف و متضاد سوائے جہل ضلالت کے اور کیا ہوسکتا ہے **وماذا بعد الحق الا الضلال** اور قرآن مجید مین بھی اس قوم صلیبی کو قومًا لدًا فرمایا گیا ہے آگے رہا باب لُدّ سو چونکہ اس قوم لُدّ کی ہلاکت کے ظہور و شیوع کا ابتدا جنگ مقدس سے شروع ہوا ہے جس کا بانی مبانی ڈاکٹر مارٹن کلارک تھا لہذا ڈاکٹر مذکور ایک پہلا نمونہ و مظہر عالم شہادت مین باب لُدّ کا ٹھہرا کیونکہ باب سے ہی آغاز ہر ایک دار یا شہر کا ہوا کرتا ہے اور آتھم جو تمام دجاجلہ کیطرف سے وکیل مقرر ہوا تھا وہ پہلا نمونہ دجال کا قرار پایا اور جنگ مقدس جو واقع ہوئی وہ عالم شہادت مین ان تمام جنگون کا پہلا نمونہ و مظہر ہے جو آئندہ دجال سے واقع ہوئین یا ہون گی کیونکہ اصلی دجال نام تمام مذہب صلیبی مجموعہ کا ہے جسمین سوائے دجل اور مکر اور فریب کے اور کچھ بھی نہیں پس جسطرح جنگ مقدس مین ایک نمونہ و مظہر دجال کا یعنی آتھم عالم شہادت مین باب لُدّ کے پاس جو ڈاکٹر مارٹن کلارک اوسکا ہی مظہر ہے مسیح موعود کی دعا سے مقتول ہوا اسطرح تمام مذہب باطلہ صلیب پرستی کا جو اصلی دجال ہے باب لُدّ کے نزدیک جو قوم پادریان ہے مسیح موعود کے ہاتھ سے نیست و نابود ہو جاویگا گویا جنگ مقدس ایک فوٹو عالم شہادت مین کھینچا گیا ہے واسطے اوس ہلاکت دجال کے یعنی مذہب صلیبی کے۔ جو آئندہ اسکے لئے مسیح موعود کے ہاتھ سے مقدر ہے پس اس حدیث کے سمجھنے کے واسطے یہ امور ب یاد رکھنے چاہئین کہ دجال تو مذہب صلیبی کا مجموعہ ہے اور قتل اسکا بالآخر ہلاک ہوجانا بھی مسیح موعود کے ہاتھ سے اور باب لُدّ قوم پادریان ہے جن کے پاس سوائے جھگڑے بے سود اور مکر و فریب کے اور کچھ بھی نہین اور جنگ مقدس عالم شہادت مین ایک نمونہ قائم کیا گیا ہے واسطے آئندہ فتوح اسلام کے اور لطف یہ ہے کہ خود مخالفین کی طرف سے اس اول مناظرہ کا نام جنگ مقدس اللہ تعالٰے نے رکھوایا ہے کیونکہ اس مین ایک نمونہ اور مظہر دجال کا دعائے مسیح موعود سے مقتول ہوا ہے اور چونکہ یہ اسلام کی جنگ آخری ہے مذہب صلیبی کے ساتھ لہذا بحکم پیشگوئی مخبر صادق کے جو یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر ہے اس مقابلہ مین مذہب صلیبی کا خاتمہ ہوکر مذہب صلیبی نیست و نابود یعنی ہلاک ہوجاویگا کما قال تعالٰے **لیہلک من ہلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ** لہذا بخدمت مبارک اہل اسلام کے نہایت انکسار کے ساتھ عرض ہے کہ اس جنگ مین اب صاحبان عیسائیون کے ساتھ شریک نہووین اور انکی تائید نکرین ورنہ آپ جانتے ہین کہ گیہون کیساتھ گھن بھی پس جایا کرتا ہے اور آپ اپنے اس شعر مذکورہ سوال کی اصلاح اسطرح پر فرمالیجئے ؎

قادیان چون مہبط وحی خدا ست
باب لدہم جانب شرقی بجاست

باقی آئندہ

کتبہ سید محمد احسن عفی عنہ امروہی

محررہ ۵ جون سنہ ۱۹۰۲ء

سوال ششم ۔ روایات مین جو علامتین مسیح موعود کی بیان ہوئی ہین۔ وہ تو وہی ہین جنکی وجہ سے آپ مسلمانونکو مسیح پرست فرماتے ہین یعنی وہ روایات بھی صحیح نہیں ہوسکتین جن کی وجہ سے آپ مسیح موعود ہوسکین ؟

الجواب یہ صرف آپکا خیال ہے کوئی روایت صحیحہ ایسی نہیں جس سے مسیح پرستی لازم آتی ہو اور اگر کوئی روایت ضعیف موضوع ایسی ہو تو وہ مردود ہے کیونکہ ہم یہ براہین قاطعہ اپنے رسائل مین ثابت کرچکے ہین کہ مسیح اسرائیلی کا رفع جسمانی علی السماء باطل ہے اور پھر وہان پر اس قدر

اس قدر مدت دراز دو ہزار برس سکونت جسمانی بلا اکل و شرب کے باطل ہے اور پھر اس کا نزول جسمانی حسب زعم مخالفین ہی باطل ہے ہان روایات صحیحہ سے صرف اس قدر ثابت ہے کہ اس امت مین سے ایک امام و مجدد بنام مسیح موعود دنیا مین نزول اجلال فرمائیگا اور اس کے ہاتھ کسر صلیب یعنی اہلاک مذہب صلیبی اور نیز ابطال جملہ مذاہب باطلہ کا ہو جاویگا وغیرہ وغیرہ دیکھو ہماری رسائل کو پس ان تمام روایات سے مسیح پرستی باطل ہو جاویگی نہ یہ کہ مسیح پرستی اور بڑھ جاوے ہان مخالفین کے خیالات کے بموجب ضرور مذہب صلیب پرستی کی ترقی لازم آتی ہے واللازم باطل فالملزوم مثلہ

سوال ہفتم احادیث کی تحقیق و تنقید کے قواعد جو فقہا اور محدثین نے مقرر کئے ہین ان کو آپ اور آپکے مریدین تسلیم نہین کرتے اب ہمکو مشکل معلوم ہوتی ہے کہ کس روایت کو صحیح جانین اور کسکو غلط کس کو ظاہر پر محمول کرین اور کسمین تاویل کرین آپ ہی کوئی قاعدہ کلیہ بیان فرما دین جس سے ثابت ہو کہ فلان روایت صحیح ہے اور اس مین ہماری بشارت موجود ہے اور فلان موضوع یا ضعیف ہے جو واجب الترک ہے ٭

الجواب جو قواعد اور اصول فقہا و محدثین نے دربارہ تحقیق و تنقید احادیث و حمل علی الظاہر یا حمل علی التاویل کتب مصنفہ مین لکھے ہین اور ان پر فقہا اور محدثین کا اجماع بھی ہے ہم انکو تسلیم کرتے ہین مگر چونکہ ان علوم سے ہر ایک شخص واقفیت نہین رکھتا لہذا حضرت امام ہمام انہین احادیث و روایات کی نسبت جو بموجب ان علوم کے واجب الترک اور مردود ہین ارشاد فرماتے ہین کہ ان احادیث یا روایات کو ترک کرو لیکن جو لوگ کہ اس جماعت احمدیہ کے علما ہین وہ ان تمام اصول متفقہ کی رعایت کر کر روایات و احادیث کو بموجب حکم انہین اصول مسلمہ کی اخذ یا ترک کرتے ہین اگر آپکو باور نہو تو آپ کوئی حدیث پیش کر دیکھین ہم اسکو بموجب اصول اور قواعد محدثین ہی کے اور نیز علم اصول فقہ کے بموجب یا تو اخذ کر لیوینگے یا اسے ان کے حکم سے ترک کر دیوینگے اور ہم ہرگز ان اصول متفقہ سے باہر نجاوینگے ہان نفوس قدسیہ کو جو کہ مامور من اللہ ہوتے ہین اور علم لدنی انکو دیا جاتا ہے ان کو اس اصول کی کچھ حاجت بھی نہین ہوتی۔ انکی نفوس قدسیہ غلطی کو ایسا پھینک دیتی ہین جیسا سعدہ صحیحہ مکھی کو کما ثبت فی محلہ۔ مثلاً عجم کے لئے لسان عرب کی تحصیل بغیر علوم آلیہ کے دشوار ہے۔ لیکن اہل لسان کو علوم آلیہ کی بھی چندان ضرورت نہین ہوتی کیونکہ وہ تو ان کی مادری زبان ہے۔ یہ تو ہمارا مسلک ہے بخلاف مخالفین کے کہ انہون نے تمام اصولون کو ہمارے مقابلہ مین ترک کر دیا ہے مثلاً اصول فقہ مین یہ مسئلہ ثابت شدہ اور مسلم ہے کہ ادلہ شرعیہ مین سب سے مقدم کتاب اللہ ہے اور اس مسئلہ پر اصولیین کا اتفاق ہے لیکن مخالفین نے اس اصل موصل کو بالکل ترک کر دیا ہے حضرت عیسٰی کی وفات مین ہم نصوص قرآنیہ پیش کرتے ہین اور روایات ضعیفہ کو ان کے مقابلہ مین ترک مگر مخالفین بمقابلہ نصوص قرآنیہ کے روایات ضعیفہ موضوعہ کے ساتھ تمسک کر رہے ہین اور نصوص قرآنیہ کو پس پشت ڈال دیا ہے ونعوذ باللہ منہ یہی فعل تو یہود کا تھا قال اللہ تعالٰے **واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ فنبذوہ وراء ظہورھم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون**۔ علی ہذا القیاس یہ قاعدہ بھی علم اصول حدیث مین متفق علیہا ہے کہ درصورت تعارض احادیث کے اصح غیر اصح پر مقدم ہوگی اور صحیح غیر صحیح پر اور حسن ضعیف وغیرہ وغیرہ پر۔ مخالفین نے ہماری مقابلہ مین اس اصل موصل متفق علیہ کو بھی متروک کر دیا ہے۔ ہان البتہ اگر کوئی اصل اصول حدیث سے یا اصول فقہ سے ایسا ہی ہو جسمین خود آئمہ سلف کا اختلاف ہو تو ہم اس اصل کو اخذ کرینگے جسکو مسیح موعود اور مہدی معہود موافق بکتاب اللہ تصور فرما دینگے کیونکہ اس حکم عدل کا بڑا فرض منصب ایک یہ ہے کہ **بین الاختلافات فیصلہ کرے کیونکہ وہ منجانب حکم عدل ہو کر آیا ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی شخص جب ہی حکم ہو سکتا ہی کہ صور اختلافیہ مین قوی اور صحیح کو اخذ کر** کے ضعیف اور غلط کو ترک کرا دیوے بلکہ تمام مومنین کے لئے اس اصول کا اتباع کرنا ضروری ہے کما قال اللہ تعالٰے **فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ھداھم اللہ واولئک ھم اولوا الالباب** پھر مکرر عرض ہے کہ آپ امتحاناً کوئی حدیث ہمارے روبرو پیش کر دیکھین ہم اس کے اعمال یا اہمال مین اس اصول سے باہر ہرگز ہرگز نجاوینگے یعنی یا تو اس حدیث کو بموجب اصول موصلہ و متفقہ محدثین و فقہا کے اخذ کرینگے یا حسب الحکم انہین اصول موصلہ کے ترک کر دیوینگے ہان یہ ہم سے نہین ہو سکتا کہ احادیث متعارضہ مین نہ توفیق و تطبیق کرین اور نہ بموجب اصول محدثین و فقہا کے اعمال اور اہمال کو کام مین لاوین اور دین اسلام کو نعوذ باللہ مجموعہ متناقضات کا گردان دیوین۔ پس یہ آپکی بڑی بھاری غلطی ہے کہ اس طریقہ واجب الاتباع کو جو توفیق بین الادلہ یا تعادل و ترجیح ہر یا بموجب اصول موصلہ کے اعمال یا اہمال ہے اس کو مصداق **افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض** کا گردانتے ہین کیونکہ یہ تو اتباع احسن الاقوال ہے اور جیسا کہ احادیث مین اختلاف ہے وہ اختلاف قرآن مجید مین ہرگز ہرگز نہیں ہے کیونکہ احادیث بعد آنحضرت صلعم کے ایک مدت دراز کے

لکھی گئی ہین جسکے سبب سے کچھہ راویون کا فہم اور کچھہ خاص راویون کے الفاظ بھی داخل ہوگئے ہین اور پھر موضوع اور غیر موضوع کی بحث اسپر علاوہ ہے +

سوال ہشتم - اگر صرف قرآن مجید ہی پر سب مسائل کا دار ومدار ہے تو پھر آپ کی مجددیت اور مہدویت اور مسیح ہونیکا کیا ثبوت ہے - قرآن مین کسیکے آنے کا ذکر نہین اور نہ ابھی کسیکے آنے کی ضرورت ہے -

الجواب* - ایحضرت قرآن مین تو سب کچھہ موجود ہے کما قال تعالےٰ **وانزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئی** وغیر ذالک من الایات الکثیرہ - ہان بالفرض افہام عوام تمام مسائل اور حقائق ودقائق قرآنی کے استخراج پر قرآن مجید سے قادر نہین ہو سکتے لہذا یہ ضرورت داعی ہوئی کہ قرن اول آنحضرت صلعم مین جن احکام غیر مروجہ کی ضرورت پڑی ان کو قرآن مجید سے خود حضرت صلعم نے استنباط فرماکر نافذ فرمایا اور یہی فہم رسول مقبول صلعم کا حدیث کہلاتی ہے اور بعد آنحضرت صلعم کے خلفائے راشدین اور ائمہ مجتہدین نے نوازل جدیدہ کی احکام استنباط کئے حتی کہ نوبت خاتم الخلفاء یعنی مہدی معہود اور مسیح موعود کی پہونچی اس خاتم الخلفاء اور ائمہ مجتہدین مین فرق یہ ہے کہ یہ مجدد **حکم عدل من جانب اللہ** ہے اور کاسر صلیب اور قاتل خنزیر ہونیکی اسیکو خصوصیت حاصل ہے اور پہلے اکابر کو یہ مراتب مرحمت نہین ہوئے اسی لئے اس الہامات اس قدر کثرت سے ہوئے کہ سابقین مین سے کسیکے اس قدر الہامات کا نشان تک نہین ملتا اور یہی سر ہے کہ آنحضرت صلعم نے اسکا نام نبی اللہ کہا ہے لہذا اس مجدد کا مرتبہ تمام مجتہدین سابقین اور مجددین ماضین سے کہین بڑہکر ہے کیونکہ اس کے دعوے پر نشانات ارضی وسماوی شہادت دے رہے ہین پھر اس کا الہام یا اوس کا فیصلہ واجب القبول نہ سمجھا جاویگا جس کے لئے مدت ۲۵ سال سے یہ الہام شائع ہوچکا ہے **کل برکۃ من محمد صلعم فتبارک من علم وتعلم** اور آپ جو کہتے ہین کہ ابھی کسی کے آنیکی ضرورت نہین اقول العجب وما ادراک ما العجب ایحضرت تمام دنیا مین مذاہب باطلہ مخالفۂ اسلام خصوصًا مذہب صلیبی کا ظہور وشیوع بڑے زور وشور سے ہو رہا ہے اور پھر اس پر علاوہ یہ کہ تمام ادیان باطلہ اسلام پر سخت حملجات کر رہے ہین کہ لاکہون اہل اسلام ان کے حملون سے مرتد عن الاسلام ہوگئے دین اسلام اور قرآن مجید برائے نام باقی رہ گیا ہے - پھر تمام دنیا مین فسق وفجور شرک وبدعات عالمگیر ہوگیا ظہر الفساد فی البر والبحر کا نظارہ ہو رہا ہے - خود باہم اہل اسلام مین ایسا اختلاف ہے کہ ایکدوسرے کو کافر سمجھہ رہا ہے - راس صدی گذر گیا بلکہ صدی سے ۲۰ برس منقضی ہوگئے - دین اسلام ان امراض عالمگیر سے ایسا ضعیف ونزار ہوگیا کہ قریب جان بلب ہونیکے پہونچ گیا ہے - اگر اب بھی کوئی مسیحا نفس نہ آوے تو پھر وعدہ **انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون** کیا نعوذ باللہ باطل ہو جاویگا - بقول خسرو ؎

پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد

چنانچہ ایک اخبار مین دیکھا گیا کہ ۲۹ لاکھ اہل اسلام اپنے دین سے مرتد ہوچکے ہین اور نیز کیا یہ وعدہ **ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مأۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا** لغو اور باطل ہو جاویگا و نعوذ باللہ منہ اگر ایسی حالت نازک مین بھی مہدی اور مسیح موعود نہ آئے تو پھر وہ آکر کیا کرینگے ؎

کس مرض کی ہین دوا یہ لب جان بخش ترے
جان بلب ہین ترے آزار محبت والے
ہم مرگئے تو آئے ہماری مزار پر
پتھر پڑین صنم ترے ایسے پیار پر

قرآن مجید اور احادیث صحیحہ ایک مجدد عظیم الشان کو بلارہے ہین - آسمانی اور زمینی نشانات جو مخبر صادق نے فرمائی تہین وہ سب واقع ہوئیں مکاشفات اولیاء وعلماء اس صدی چہاردہم کے واسطے نزول مسیح کے باواز بلند ندا کر رہے ہین کہ مسیح کا آنا ضروری ہے مگر آپ فرماتے ہین کہ ابھی کسی کے آنے کی ضرورت ہے نہین - ان ہذا لشئی عجاب +

سوال نہم کا جواب اسی جواب مین گیا **فلا نعیدو ایامرۃ اخری**

سوال دہم - اگر عیسائیون سے مباحثہ کرنے پر آپ کو فخر ہے تو یہ خدمت بھی مولوی رحمت اللہ صاحب اور حافظ ولی اللہ صاحب نے کچھہ کم نہین کی پھر آپکی تخصیص مسیح ہونے کے لئے کہان باقی رہی

الجواب اے حضرت - چہ نسبت خاک را با عالم پاک کجا ہردو صاحبون کی مباحثات اور کجا یکسر الصلیب اور یقتل الخنزیر اور یقتل الدجال جسکو مخبر صادق نے مخصوص ساتھ مسیح موعود کے کیا ہے حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جب ابن صیاد کو دجال تصور فرماکر ارادہ قتل کا کیا تو آنحضرت صلعم نے ان کو قتل سے منع فرمایا اور قتل اس کا مخصوص تھا مسیح موعود کے کیا پھر مولوی رحمت اللہ اور حافظ ولی صاحب کس شمار مین ہین پھر ہم یہ بھی کہتے ہین کہ انہون نے جو کچھہ اپنے وقت مین کیا اچھا کیا - کیونکہ حدیث مسلم مین آچکا ہے **وان یخرج وانا فیکم فانا حجیجہ دونکم وان یخرج ولست فیکم فامرأ حجیج نفسہ واللہ خلیفتی علی کل مسلم الحدیث** پھر اسی حدیث کے آگے صفات جلیلہ مسیح موعود کی بیان کی گئین ہین - جیسا کہ تحذیر المومنین مین ہمنے شرح اس حدیث کی مفصلاً بیان کی ہے پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ ان لوگون نے مسیح موعود سے کچھہ کم نہیں کیا اب واسطے اظہار حقیقت الحال شان مسیح موعود کے ہم آپسے صرف سوال کرتے ہین آپ اس کا جواب ان دونون صاحبون کی کتابون سے استخراج کردیجئے اگر جواب اسکا شافی ان کی کتابون سے ملگیا تو تو بہتر اور نہ پھر یہ قول آپکا صحیح

* قرآن کریم کے متعدد مقامات مین بصراحت مسیح موعود کی ... خبر ہی غور کرو محمدی اور موسوی سلسلہ کی مماثلت مین انا ارسلنا الیکم رسولا الخ ...

نہ ہیگا + **سوال** یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ؑ بموجب مذہب مسلمانون کے تخمیناً دو ہزار برس سے بجسدہ العنصری دوسرے یا چوتھے آسمان پر زندہ موجود ہین نہ تو وہ بیمار ہوتے ہین اور نہ کسی طرح کا تغیر اُنکے جسم مین آتا ہے آدم سے لیکر قیامت تک یہ مرتبہ کسی بشر کو حاصل نہیں ہوا کہ اس کو کہانے پینے کی کچھ حاجت ہزارون برس تک نہو اور نہ کسی طرح کا تغیر اوس کے جسم مین آیا ہو **الآن کما کان** کے مصداق ہین اور **لا یزول ولا یحول** بھی اونکی شان ہے جو صفات الوہیت سے ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ صفت عنایت نہیں ہوئی پھر ان سب کے علاوہ یہ کہ اکثر پرندون کے وہ خالق بھی ہین وغیرہ وغیرہ لہذا یا تو وہ خدا ہین یا خدا کے بیٹے ہین توحید اسلام پر بعد اون کی رفع جسمانی کے ہزارون آفتین آئین اور برعکس اس کے صلیبی مذہب جو انکو خدا قرار دے رہا ہے۔ تمام دنیا مین پھیل گیا اگر ان کو بشر طیکہ رسول اللہ ہوتے اور توحید اسلام کا کچھ خیال ہوتا تو بحکم **لتومنن بہ ولتنصرنہ** کے جو آیت میثاق مین موجود ہے وہ ضرور بالضرور اوتر آتے اور نصرت اسلام کی کرتے۔ چونکہ وہ خود خدا یا خدا کے بیٹے ہین لہذا ادھون نے اپنی پرستش کرنیوالون اور ربنا المسیح ربنا المسیح کہنے والون کو تمام دنیا کی سلطنت دے رکھی ہے۔ پھر مسلمانون کو اون کی الوہیت اور یا ادنیٰ درجہ ابن اللہ ہونے مین کیا شک ہے پس جبکہ اسلام بھی مذہب عیسائیونکی بشرح بیان ممد و تائید ہی کر رہا ہے تو پھر مذہب صلیبی ہی سچا ہے وغیرہ وغیرہ اس سوال کا جواب مولوی رحمت اللہ علیہ رحمتہ اللہ وغیرہ کی کتابون سے دیا جا ے یہ سوال متعلق الوہیت کے ہوا اور دوسرا سوال متعلق نبوت کے کیا جاتا ہے

سوال دوم۔ اگر ہم ان کو بشر بھی تسلیم کر لیوین تو مسلمانون کے رسول صلعم کو اون پر کونسی فضیلت حاصل ہے کیونکہ وقت ہجرت بلکہ وقت ولادۃ سے لیکر طرح طرح کے مصائب آخیر عمر تک اون پر وارد ہوئین اور بالآخر مثل دیگر انسانون کے مرض مہلک سے وفات پاکر زمین کے نیچے دفن ہو گئے بخلاف حضرت عیسیٰ کے کہ جب مخالفین نے ان کے قتل کا ارادہ کیا تو بلا کسی تکلیف کے ایک کوٹھری کی چھت مین اپنی اعجاز اقتداری سے کھڑکی بناکر جھٹ آسمان پر چڑھ گئے اور بصفات خدائی متصف ہو کر بعیش و آرام آسمان پہ بیٹھے ہوئے ہین۔ لیکن محمد رسول اللہ صلعم کے قتل کے لئے جب مخالفین نے ارادہ کیا تو مکہ معظمہ سے بہزار دشواری بھاگ کر ایک غار تنگ و تاریک یعنی غار ثور مین جاکر پناہ لی اور طرح طرح کے مصائب اور تکالیف اوٹھا کر مدینہ منورہ پہونچے اور وہان پر بھی چین سے نہ بیٹھنے پائے۔ پھر اُمت ان کی ایسی نالائق کہ انمین سے کوئی مسیح ثانی بھی نہین ہو سکتا ہے جب وہ خود ہی بڑی شان و شوکت کے ساتھ آسمان سے نزول اجلال فرماوینگے تب کچھ اصلاح دین اسلام کی ہوگی۔ مگر مین کہتا ہون کہ اس صورت مین بھی جو فساد پہلے سوال مین لازم آتا ہے۔ ہمان اُس درکا سہ یہان پر بھی موجود ہے کیونکہ پادری صاحبان کو اس وقت بڑا موقعہ ملیگا تمام مولویان اسلام کی گردن پکڑ کر الزام دیوینگے کہ کیون مولویو ہم کیا کہتے تھے کہ عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے اب تو کہو کہ کیا یہ شان خدا کے بیٹے کے نزول کی ہے یا کسی اور کی اگر کوئی رسول یا نبی اس شان سے آسمان سے نازل ہوا ہو تو بتلاؤ دیکھو تمہاری ہی حدیثون سے ثابت ہے کہ آخر شب مین اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرمایا کرتا ہے مگر جو اس کا بیٹا ہے اُس نے آخری دنون مین اپنا نزول زمین پر فرمایا اب کہو کہ مذہب عیسائی سچا ہے یا جنکو تم خاتم النبیین مان رہے ہو اس کا دعویٰ ختمیت سچا ہے پس اب تم کو ضرور چاہیئے کہ بموجب آیت **وان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل یوم القیامۃ** کے حضرت عیسیٰ ہی پر ایمان لاؤ اور اب وہ آیت یعنی **لتکونوا شہداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شہیدا** دیکھنا چاہیئے کہ مولوی صاحبان پادریون کے اس سوال کا جواب کیا دیوینگے یا سب کے سب اپنی گردنین جھکا کر کہینگے کہ ہان بھائیون تم ہی سچے نکلے ہان یہان پر مجھے قصہ بشپ صاحب لاہور کا بھی یاد آگیا کہ اس نے لاہور مین مسئلہ زندہ رسول وغیرہ مسائل مین مولوی صاحبان سے گفتگو کرنا چاہی تھی۔ لاہور مین بھی کوئی مولوی اس کا مقابلہ نہ کر سکا تہا تو پھر جبکہ خود عیسیٰ آسمان سے بشوکت و جلال تمام فرشتون کے کندھون پر سوار اُترا وین گے۔ تو پھر بشپ صاحب لاہور اور لاٹ پادری کلکتہ اور لنڈن وغیرہ کے جمع ہو کر مولویون سے کہینگے کہ اب لاؤ کتا ہین۔ مولوی رحمت اللہ اور ولی اللہ صاحب کی ہمارے مقابلہ مین کہ ہم سچے ہین یا وہ سچے تھے اب تو سب مولوی صاحبان بچارے خاموش اور دم بخود ہو جاوین گے کیا جواب دے سکین گے۔ شاید کسیکو کچھ توفیق رفیق ہو جاوے تو۔ حسبطر چہر ایک رجل احمدی صادق حضرت مفتی محمد صادق صاحب سے بوقت مقابلہ بشپ صاحب لاہور

استعانت لیکر اس کو ذلیل سے ذلیل کیا تھا اور بشپ صاحب کا تعاقب لاہور سے کوہ شملہ تک ایک رجل صادق نے کیا اس وقت میں بھی کوئی رجل جماعت احمدی کا ہی ان بچارے مولویوں کی مدد میں کام آجاوے ونعوذ باللہ من ہذا المذہب الباطل الفاسد اب فرمائیے کہ مولوی رحمت اللہ صاحب اور حافظ ولی اللہ صاحب نے ان مفاسد سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے کیا تجویز کی ہے اگر ہوش میں ہو تو سمجھو کہ مسیح موعود ہی ہے کہ جس نے تمام تار و پود مذہب صلیبی کا ادھیڑ کر کسر صلیب اور قتل خنزیر کر دیا ہے۔ ہمارا کام سمجھانا ہے یار آگے چاہو تم مانو نہ مانو۔ اب میں آپ کے چند اقرار مندرجہ خط پیش کر کے بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں ذرہ توجہ فرما کر سنیئے

اقرار اول انصاف کے آگے مجھے کسی بات سے بھی عار نہیں۔ ایضاً میں آپ کے جدید مذہب میں بھی ایک نمایاں ترقی دیکھتا ہوں الی قولہ پہلے بھی اعتقاد ہے کہ یہ آپ کے منتہائے علم کی برکت ہے نہ **اقول** سلمنا کہ یہ ترقی ہماری وارد منتہائے علم کی برکت بھی ہے کہ [illegible] تمام [illegible] اور [illegible] ہوتی جاتی [illegible] مگر [illegible] نشان تو اسی حد تک محصور و موقوف کہنا درست نہیں ہے کیونکہ یہ ترقی خارق عادت تو ایک نشان عظیم الشان واسطے صدق دعاوی حضرت اقدس کے ہے ہی لیکے کہ جو الہامات [illegible] براہین کے اس ترقی خارق عادت کیلئے [illegible] سال سے مشروع ہو چکی تھی اسوقت میں تو [illegible] نشان تک بھی نہیں تھا ہیں جب [illegible] الہامات [illegible] کے موجب یہ ترقی خارق [illegible] واقع ہوئی تو [illegible] الہام من جانب اللہ [illegible] ثابت ہوا کے [illegible] علیھم من اللہ ہوتے تو [illegible] آیات قرآنی مثلاً لو تقول علینا بعض الاقاویل [illegible] وغیرہ کے آخر کو [illegible] ہلاکت اور رسوائی اور تنزل اور تباہی کے انجام کار کیا حاصل ہو سکتا تھا مثلاً یہ الہام یا تو ن من کل فج عمیق اسوقت کا الہام ہے کہ

حضرت اقدس کے پاس کوئی شخص قریب قریب دیہات کا بھی نہ آتا تھا اب دیکھیے کہ تمام ہی اور پرانی دنیا کے آدمی خود چلے آتے ہیں اور یا خطوط ان کے وہاں سے متواتر آتے رہتے ہیں اگر نظر غائر کی جاوے تو ہر ایک شخص آنے والا افریقہ وغیرہ وغیرہ سے ایک نشان الٰہی ہے جو اہل بصیرت و انصاف کے لیے واسطے تصدیق کے کافی ہے خصوصاً ایسے صاحبوں کے لیے جنکا یہ اقرار ہو کہ انصاف کے آگے مجھے کسی بات سے بھی عار نہیں۔

اقرار دوم مسیح اسرائیلی کے وفات کے ماننے میں مجھے کچھ بھی انکار نہیں **اقول** با وجود اس اقرار کے پھر تصدیق دعاوی حضرت اقدس کے لیے کونسا مانع موجود ہے حدیثوں میں مسیح موعود کا نزول اسی امت میں سے فرمایا گیا کہ جیسے الفاظ منکم وغیرہ صریح دلالت کرتے ہیں غلبہ مذہب نصاری موجود ہے۔ اس مہدی موعود کیطرف سے کسر صلیب واقع ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ غرضیکہ تمام علامات اور آثار موجود ہیں دیکھو ہمارے رسائل کو اگر رسائل نہ مل سکیں تو دیکھو ہمارے رقائم مندرجہ الحکم کو اور علاوہ اس کے صدہا نشانات علی منہاج النبوۃ اسکے ہاتھ سے مشاہدہ ہو چکے تو پھر تصدیق نہ کرنا قائلین ما انتم الا بشر مثلنا [illegible]

اقرار سوم یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیہ کے بیشک بتاویلات بعیدہ آپ مصداق ہو سکتے ہیں **اقول** ان الفاظ کی جو معانی ہم نے لکھے ہیں وہی معنی تمام اکابر شارحین مثل قسطلانی فتح الباری ملا علی قاری وغیرہ ہم سے لکھتے چلے آئے ہیں پس یہ معنی تاویلات بعیدہ کیونکر ہو سکتے ہیں مشکوۃ کے حاشیہ میں بھی یہی معنی لکھے ہوئے ہیں یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ای یبطل دین النصرانیۃ بالحجج و البراہین پس ان معنوں کے لینے میں ہم کچھ منفرد نہیں ہیں جو آپنے انکو تاویلات بعیدہ لکھا ہے بلکہ تمام شراح حدیث ان الفاظ مندرجہ احادیث سے یہی مراد بیان کرتے چلے آئے ہیں پس اہل بصیرت منصفین کو قبول کرنے میں کونسا عذر باقی ہے

اقرار چہارم مجدد کا لفظ تو کوئی بڑا لفظ نہیں اگر آپ کا صرف یہی دعوی ہے تو میں تسلیم کرنے کو مستعد ہوں **اقول** الحضرۃ لفظ مجدد تو ایک ایسا عام لفظ ہے کہ باعتبار اس کے عموم کے تمام انبیا مجددین ہی ہوئے ہیں حتی کہ رسول مقبول خاتم النبیین بھی بلحاظ اس عموم کے مجدد دین ہی تھے کیونکہ اصول دین تو وہی ہیں جو پہلے انبیا لائے تھے کما قال تعالیٰ شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراہیم وموسی وعیسی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ الخ وغیرہ ذلک من الآیات۔ پس جبکہ آپ حضرت اقدس کو مجدد مانتے ہیں اور مہدی کا علاوہ مسیح موعود کے ہونا بھی آپ تسلیم نہیں کرتے چنانچہ آپ نے خود اپنے خط میں لکھا ہے کہ مہدی کو اگرچہ تمام لوگ مانتے ہیں لیکن بہت سے محققین مثل علامہ ابن خلدون وغیرہ کو مہدی کے آنے سے قطعی انکار ہے قرآن میں اسکی طرف کوئی اشارہ نہیں موطا اور صحیحین بھی مہدی کے ذکر سے خالی ہیں) نہی عیسیٰ نبی اسرائیلی کی وفات آپکو مسلم ہے اور یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر بھی آپ کے نزدیک خواہ بتاویل بعیدہ ہو خواہ بتاویل صحیح ہے واقع ہو رہا ہے تو مجھکو حیرانی ہے کہ پھر آپکو مسیح موعود ماننے میں ایکو مانع در پیش ہے اگر اقرار اول آپکا صادق ہو تو بحکم الانصاف احسن الاوصاف جو قول حسن ہے منتظر آپ کے انصاف کے منتظر ہوں کہ اس رقیمۃ الوداد کا جواب کیا عنایت ہوتا ہے اور بحکم اذا تکرر تقرر کے یہی اشعار مثنوی رومی جو آپ کے سوال اول کی تائید میں لکھے گئے تھے دوبارہ پھر لکھتا ہوں

یکجا عالم زین سبب گمراہ شد | کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد
ہمسری با انبیا برداشتند | اولیا را مثل خود پنداشتند
گفتہ اینک ما بشر ایشان بشر | ما و ایشان بستہ خوابیم و خور
این ندانستند ایشان از عمی | ہست فرقی درمیان بی منتہا
ہر دو گون آہو گیا خوردند و آب | زان یکی سرگین شد و زان مشک ناب
ہر دو گون زنبور خوردند از محل | زان یکی شد نیش و زان دیگر عسل

ہر دو صورت گر بہم ماند رواست
آب تلخ و آب شیرین را صفاست
جز کہ صاحب ذوق کہ شناسد طعوم
شہد را خوردہ کجا دانی ز قوم
این خورد گردد پلیدی زو جدا
وان خورد گردد ہمہ نور خدا
این خورد زاید ہمہ بخل و حسد ٭ وان خورد گردد ہمہ نور احد

کتبہ سید محمد احسن امروہوی

۵ جون ۱۹۰۲ء

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی ایڈیٹر کے شائع ہوا